رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ـــ ۵ روپیہ
۲۔ خواص و معاونین سے ـــ ۱۰ روپیہ
۳۔ ہندوستان سے باہر ـــ ۷ روپیہ
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ـــ ۱۲ روپیہ
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ـــ ۳ روپیہ

نوٹ

جو کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۲۴ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۰ جمادی ثانی ۱۳۲۶ھ جلد ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اکیس جون کا دن

اکیس جون کا دن اس امر کے اظہار کیواسطے کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض خلیفۃ اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام حسب وعدہ آلہیہ متوفی ہوکر حیوٰۃ علیہ سے رفیع المرتبہ ہوکر اپنے فیوض و برکات سے ہمارے لئے بابرکت ہیں اور آپکا سلسلہ اسی طرح بلکہ پہلے سے بڑھکر جاری ہے۔ منقطع نہیں ہوا اور اگرچہ آپکا وجود باجود ہمارے درمیان سے اُٹھ گیا ہے۔ اور ہماری نظروں سے غائب ہے مگر آپ کی پاک روح اور آپکی دعائیں خدا کے حضور حاضر ہوکر اب بھی اسی طرح بلکہ پہلے سے زیادہ قوت و عظمت اور شوکت کے ساتھ ہمارے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ اور آپ کی دعاؤں اور روحانی فیض کا سایہ ہمارے سروں پر نہایت تسلی بخش اور ٹھنڈے رنگ میں سایہ فگن ہے:۔

۲۱-جون کا دن تاریخ کے صفحوں میں ہمیشہ ہمیشہ زریں حروف سے لکھا جایا کرے گا۔ اور یہ دن اس سلامتی کے شاہزادہ امن پسند صلح جو کامل انسان کی ہمیشہ کے واسطے یادگار رہیگا۔ اور اس دن کی کامیابی ہمیشہ کے لئے موجودہ اور آیندہ نسلوں کے واسطے اس امر کا شاہد ہوگی۔ کہ واقعی ہمارا امام اس دنیا سے مظفر و منصور اور کامیاب و بامراد گیا ہے:۔

۲۱-جون کا دن پکار پکار کر اس پاک مقولے کی تصدیق کرتا رہے گا۔ کہ "خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے ہوتے ہیں" اور کہ وہ سلامتی کے شاہزادے ہوتے ہیں۔ اور نادان۔ ناعاقبت اندیش۔ جلد باز دشمن کے سینے میں یہ دن ہمیشہ کانٹے کی طرح عذاب ہوکر کھٹکتا رہے گا:۔

۲۱-جون کا دن وہ مبارک دن ہے جس نے دنیا کو علانیہ بتا دیا۔ کہ کون صادق اور کون کاذب ہے۔ کون مقبول خدا اور کون راندۂ درگاہ ہے۔ کس میں دائمی زندگی۔ ابدی حیات اور قبولیت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور کون مردہ و مردود اور مقہور نظر آتا ہے:۔

۲۱-جون کا دن ہمیشہ اس امر کا فخر کیا کرے گا۔ کہ اس دن میں تمام انبیاء۔ اولیاء۔ صلحاء۔ اتقیاء۔ شہداء اور خدا کے پیارے مقبول اور برگزیدہ پاکباز اور معصوم انسانوں کو گالیاں دینے اور انکی ہتک کرکے مورد خشم آلہی بننے سے مخلوق آلہی کو بچانیکا بنیادی پتھر رکھا گیا +

۲۱-جون کا دن اس امر کا ایک زندہ ثبوت اور بین دلیل ہمیشہ کے لئے دنیا میں قایم رہے گی۔ کہ در حقیقت یہی ایک پاک نفس اور پاک دل انسان تھا جس کا دل اس درد کی برداشت نہ کر سکا کہ خدا کے مقبولوں کی اس طرح بیہودگی سے ہتک اور توہین ہو۔ آپکے دل میں صادقوں کی محبت اور انکی عصمت کا ایک زبردست جوش مارنے والا جوش اور غیرت تھی جس نے تقاضا کیا کہ ایک ایسی راہ نکالے جس سے پاکوں کی ہتک کرنے کا گند اور خدا کے نبیوں اور مقبولوں کی توہین کی لعنت کا ہمیشہ کے واسطے دنیا سے نام و نشان مٹ جاوے۔ اور یہ امر آپ کی کل انبیاء و صلحاء جو مختلف زمانوں میں مختلف اقوام اور ممالک میں خدا کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے، سے عموماً اور آنحضرت صلے اللہ سے خصوصاً محبت اور عظمت کے واسطے ایک روشن دلیل اور بین ثبوت ہے:۔

۲۱-جون کا دن دنیا سے فساد اور شرارت اور طرح طرح کے گناہ اور گند مٹانے اور خدا کے معصوم اور مقبول بندوں کی دشمنی کا جرم اور لعنت جس کی وجہ سے دنیا مورد غضب آلہی بنی ہوئی ہے اور طرح طرح کے عذاب طاعون اور قحط جنگ و جدال وباؤں اور باہمی پھوٹ کے رنگ میں دنیا پر نمودار ہو رہی ہیں۔ اور زمانہ بلحاظ اپنے ان حالات کے بڑا خطرناک زمانہ ہے۔ برکت دنیا سے اُٹھ چکی ہے، دور کرکے ایک امن اور صلح کی زندگی اور رحمت آلہی کے نزول کا زمانہ جس کو دوسرے الفاظ میں **ست جگ** کا زمانہ کہا جا سکتا ہے اور ایک خوش آیند زندگی کا دور شروع کرنے کا بنیادی پتھر رکھا گیا +

از نسل و اولاد و ذو البحور بعرہ نبوونذ اور مستدرالمی ہین ہے وموالدہ بمکہ و مہاجرہ بطیبہ و ملکہ بالشام یہان شام مین آنحضرت صلعم کی سلطنت اور ملک کا ہونا مذکور ہے حالانکہ آپ نے سلطنت شام کو نہین دیکھی پس پیشگوئیوں مین ظاہر الفاظ پر زور دینا ٹھیک نہین یہ کئی رنگون مین پوری ہوتی ہین۔ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ یہ کیم جنوری کا الہام ہے جسمین بتایا گیا کہ بعض وعدے ابھی پورے نہ ہونگے کہ آپ فوت ہو جائینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قرب اجلک المقدر۔ تیری اجل قریب آگئی ہے (دیکھو ریویو جنوری ۱۹۰۶ء) بہت تھوڑے دن رہ گئے ہین۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی" (دیکھو رسالہ الوصیت) یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی، مارچ ۱۹۰۶ء انت الذی طار الی روحہ۔ مارچ ۔ ستائیس کو ایک واقعہ دسمبر ۱۹۰۷ء ستائیس کو آپ کا جنازہ قادیان مین پڑھا گیا۔ مباش ایمن از بازی روزگار۔ ۲۶- اپریل ۱۹۰۸ء۔ الرحیل ثم الرحیل ۹ مئی ۱۹۰۸ء آپکو کوچ ہوئے روح کا دنیا سے جسم کا لاہور سے مقبرہ بہشتی مین ڈر مت مومنو۔ ۱۵- مئی ۱۹۰۸ء۔ اسلئے ہم احمدی قوم کو جو خدا کے نزدیک اس امام کی طفیل مومنو نکا خطاب پایا۔ ڈرنا نہین چاہیئے صبر اور تقوے کو اختیار کرین اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے:۔

کرمداد احمدی از دوالمیال

۲۷- جون ۱۹۰۸ء — از انجمن احمدیہ کرنال

پیارے محترم ایڈیٹر صاحب دام لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مورخہ ۲۶- جون ۱۹۰۸ء کو انجمن احمدیہ ضلع کرنال کا ایک جلسہ بتقریب یوم ولادت ہز موسٹ امپیریل مجسٹی ملک معظم پر اظہار خوشی کے لئے زیر صدارت میر مجلس صاحب انجمن احمدیہ لاج صدر کرنال منعقد ہوا۔ مختلف احباب نے پر زور تقریرین کین اور بعد نمازہ ملک معظم کی تبات عمر اور ازدیاد دولت اور اس کے اور اس کی قوم کے لئے شاندار مستقبل کی دعائین نہایت زور اور گداز سے مانگی گئین:

میر مجلس کی تقریر کا خلاصہ بنابر شیوع ذیل مین درج کیا جاتا ہے:۔

خاکسار کریم الدین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ کرنال

برادران۔!

آج ہمارے قیصر ہز موسٹ امپیریل مجسٹی ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان ایمپرر آف انڈیا کا یوم ولادت ہے ملک معظم کی وفادار رعایا دنیا کے ہر ایک خطہ پر اس خوشی سے حصہ لینے کے لئے فراہم ہے۔ مختلف ملکون۔ مختلف رنگون۔ مختلف قومون اور مختلف نسلون کے افراد کے واسطے شاہ ذی جاہ کی محبت رعایا پروری امن اور انصاف نے ایک مشترکہ پلیٹ فارم قایم کردی ہے جس پر وہ پورے انشراح صدر کے ساتھ دوش بدوش صف بستہ ہین۔ ہر ایک دل مین وفاداری۔ احسان شناسی اور محبت کے ولولے موجزن ہین محمڈن کمیونیٹی مین آج ایک خاص امتیاز ہے انکے لئے جمعہ خود عید کا حکم رکھتا ہے۔ لہذا خدا نے انکی خوشیوں کو بھی دوچند کردیا ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم:۔

برادران! من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ اس خاص امتیاز مین بھی جو خصوصیت ہمارے سلسلہ کو ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہین۔ ہمارے پیارے امام علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام اپنی بےمثیل اور غیر فانی تصانیف مین کالشمس فی نصف النہار دکھلا چکے ہین۔ اور ہمین حضرت اقدس نے یہان تک زور دیا کہ بعض شپرک چشم منافقون نے ہمپر خوشامد کا الزام تک لگا دیا جن کے حق مین لاتفسدوا فی الارض ہے ہم کسی قوم کی طرح بادشاہ کو خدا کی مانند کہنا سب سے بدتر جرم سمجھتے ہین۔ چہ جائیکہ بعض صفات کی موجودگی مین حالانکہ اسے پیغمبر سے بھی ترجیح دے کرین نہ کرین۔ نعوذ باللہ العزیز الکریم:۔

میری یہ گذارش کبھی نہ مکمل سمجھی جاوے گی اگر مین بعض ان ناعاقبت اندیش غداران ملک کی طرف اشارہ کرنے سے اغماض اور ان کے قابل شرم کارروائیون اور نفرت اور انگیز نمائش ظاہر کردن ایسے محسن کش اور ننگ انسانیت گروہ کو جس کی تعداد انگلیون پر گنی جاسکتی ہے کفران نعمت نے اتنا سمجھنے کے قابل نہین رکھا کہ آخر یہ اصلاح کی بالا اور سوا راج کی سمرن کس قوم نے انکے ہاتھ مین دی ہے جو قوم تمکو انگلیان پکڑ کر چلنا سکھا رہی ہے۔ ضرور ہے کہ وہ تمکو شہسواری کے رتبون سے بھی محروم نہ چھوڑے گی لیکن ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ آئے دن جب پبلک کی طرف سے اس ناشدنی گروہ کی کرتوتوں پر اظہار ناراضگی ہوتا تو انکے ڈیفنس کو ڈھکر کوئی شخص جس کے سر مین دماغ اور دماغ مین عقل ہے ہنسی کو ضبط کئے بغیر نہین رہ سکتا کہا جاتا ہے۔ کہ پبلک اسوقت کی گھبرائی ہوئی ہے۔ جب ایک سفید چمڑے والا بادشاہ کا دوست ایک کالے غلام کو نشانہ بندوق بناتا ہے۔ یا ان چمڑ کا بوٹ کسی سودیشی تلی کے ساتھ اپنی برتری قایم رکھنے کیواسطے کشمکش مین دیکھا جاوے کم بختون کو جرم اور سامار کی تک کا فرق ہی نظر نہین آتا۔ گورمنٹ کی مشین انسانی ہاتھوں کے ذریعے چل رہی ہے ہم بھی اسے نقص سے مبرا نہین سمجھتے۔ لیکن ہم یقین کرتے ہین کہ وہ ہاتھ ہمدردی اور محبت کے پٹھون کے ذریعے سے حرکت کر رہے ہین۔ دنیا کے کسی پردے پر مذہب آبرو جان اور مال کی حفاظت کرنیوالا ہمارے ایڈورڈ کے ہاتھوں سے زیادہ مضبوط ہاتھ تم ہرگز نہین دکھلا سکو گے۔ لہذا ہم نہایت سوز و گداز سے ایسے ملک معظم کے طول عمر و راز اقبال کے لئے خواہش کرتے ہوئے اسکے اور اسکی قوم کے لئے صدق اور اخلاص بھرے دل کے ساتھ اس اعلےٰ برکت الاسلام سے بہرہ اندوز ہونیکی دعا مانگتے ہین جو ہر ایک کمال اور ہر ایک نعمت کا منتہی ہے

آمین

خاکسار کریم الدین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ کرنال

دار الامان

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح بخیر وعافیت ہین۔ آپ رض نے ۲۵ جون ۱۹۰۸ء سے پھر بذات خاص درس قرآن شریف دینا شروع فرمایا ہے:۔

حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود کے اہل بیت بحمد اللہ بخیر وعافیت ہین:۔

حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک بسیط اور جامع مضمون حضرت اقدس کی وفات پر اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب مین لکھا ہے۔ جو انشاء اللہ ۱۰- جولائی ۱۹۰۸ء کے رسالہ تشحیذ الاذہان مین اور الگ ایک کتاب کی صورت مین شایع ہوگا۔ قابل دید ہے

حضرت سیدنا مولوی محمد احسن صاحب بھی بخیریت اپنے خدمات دینی مین مصروف ہین:۔

۳۰- جون کو بوقت عصر اچھی بارش ہوگئی ہے:۔

۷- جولائی ۱۹۰۸ء بوقت عصر کے وقت اچھی بارش ہوگئی۔

مثیل مسیح اور مثیل پطرس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یوحنا باب ۱۳ میں پطرس حواری حضرت مسیح اول علیہ السلام کا دعوے ہے۔ کہ اے خداوند تجھپر مین جان قربان کرونگا۔ اور ہرگز ہرگز تیرا انکار نہ کرونگا۔ اگرچہ تجھ سے سارے پھرجاوین مگر مین تجھ سے نہ پھرونگا۔ مگر مرتد ہوجانے والا شخص ذراسے ابتلا پر بھی قائم نہ رہ سکا۔ اور جھٹ پھر گیا۔ اور اسی پر لعنت کرنے لگا۔ جسکو وہ پہلے امام مسیح اور صادق رسول مان چکا تھا۔ آہ اسی نے اسکا تین بار مسیح علیہ السلام کی زندگی مین اقرار کیا جو تھوڑی دیر ہی نہین گذری تھی۔ کہ خداوند خداوند کہتا تہا:۔

یہ مثال ہمارے پاس موجود ہے۔ اور ایسی نہین۔ کہ اس سے انکار کیا جاوے۔ لاکھون انسان اسکی تصدیق کرنیوالے موجود ہین۔ جو انجیل کو مانتے ہین۔ یہ واقعہ انجیل کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے تواتر سے انکار کرنا حماقت ہے۔ بشرطیکہ وحی الٰہی یا صداقت حقہ اسکی تردید نہ کردے۔ یہ اس مسیح علیہ السلام کے مرید ہوکر پھر نیوالے شخص کا ذکر ہے۔ جسکو قرآن نے ہی ۶۰۰ برس کے بعد نبی اللہ ثابت کیا۔ اور اسپر کے تمام الزامون کو دور کیا ورنہ اسپر انا قتلنا کا الزام مدت سے چلا آتا تھا اور وہ ایک ایسا الزام تھا جسکو خود عیسائیون نے بھی قبول کرنیکے بعد تین یوم تک نعوذ باللہ ملعون مان کر ایک نیا عقیدہ تراشا۔ کہ وہ چوتھے روز آسمان پر چڑھ گیا ہے:۔

ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ وہ مرتد نہ ہوگیا تہا۔ بلکہ یہ تو قدیم سے سنت اللہ جاری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہوتے مین جو ذرا سے ابتلا پر فورًا بدل جاتے ہین۔ اور اپنے پہلے قول و قرار کو نظرانداز کرکے نمک حرامونکی طرح اپنے محسن حقیقی کا مقابلہ کر بیٹھتے ہین یہ اسلیے ہوتا ہے کہ سچے پیوند حاصل کرنیوالے کمال تمام حاصل کرین۔ اسکی مثال قانون قدرت مین بھی ملتی ہے۔ دیکھو آندھی کے آنے پر کچے پھل گر ہی جایا کرتے ہین۔ وہ گر کر درخت کا تو کچھ نقصان نہین کرتے۔ بلکہ خود ہی نیست و نابود ہو جاتے ہین وہ شاخ جو درخت سے علیحدہ ہوتی ہے۔ سوکھ جاتی ہے اور آگ مین جلائی جاتی ہے اور راکھ ہو جاتی ہے۔ مگر وہ پھل قدر کے لایق ہوتا ہے۔ وہی اچھی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا اسی کی عزت کرتی ہے جو درخت سے پورا تعلق قایم رکھکے پختہ ہوجاتا ہے۔ ہزارون آندھیان آوین۔ لاکھوں زلزلے اسکو ہلاوین۔ مگر وہ درخت سے جدا ہونے کو اپنی موت سمجھتا ہے۔ درخت سے گرنے والا ہی ہمیشہ تباہ ہوا کبھی دیکھا نہ سنا کہ وہ پھل بھی ضایع ہوگیا ہے جو درخت کے ساتھ عسر اور یسر کی حالت مین رہا ہو۔ اور اسنے اسکے ساتھ پورا تعلق پیدا کرکے اپنے آپکو گرنے سے بچا لیا ہو وہی شاخ ہی ہمیشہ پھلتی پھولتی ہے جو درخت سے علیحدہ نہین ہوتی:۔

غرض تجلی الٰہی بھی ضرور ہوتی ہی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیا کے سلسلون مین بعض لوگ ایسے بھی شامل ہو جاتے ہین جو بعد مین گر کر مرتد ہوکر دوسرون کی عبرت کا باعث ہوتے ہین گرنیوالے کو دیکھکر متقی خدا سے مدد طلب کرتا ہے۔ اور اسطرح اپنے آپ کو گرنے سے بچا لیتا ہے سچ ہے

عشق اول سرکش و خونی بود ؏ تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

اسی کی طرف اس آیت شریفہ مین باریک اشارہ ہے۔ وما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على عقبيه۔ مسیح ؑ جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۱۳۰۰ بعد آیا تہا۔ جسنے اپنی زندگی مین یہودیون سے کچھ آرام نہ پایا۔ جو گدھے کی سواری ہی کرتا تہا۔ جو اس زمانہ مین کوئی معیوب نہ تھی اگرچہ اس زمانہ کے لوگ ایسی سواری کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہون۔ ضرور تھا کہ اسکی مماثلت کو پورا کرنے کے لئے ایک مسیح محمدیؐ بھی ہوتا جو اسی طرح اپنی زندگی مین یہودی صفت ملاؤں سے کچھ آرام نہ پاتا۔ اور ایک ایسے گدھے پر سوار ہوتا جو دجال کا گدھا ہے جسے ریل کہتے ہین۔ جو موجودہ زمانہ کے لحاظ سے اعلےٰ درجہ کی سواری ہے۔ اور کوئی معیوب نہین تا آیت استخلاف کا کما اپنا پورا جلوہ دکہا کر ثابت کردیتا۔ کہ محمدؐ کو موسیٰ علیہ السلام سے مماثلت تامہ حاصل ہے اور وہ نبی امی فداہ ابی امی بالکل سچا تہا:۔

چونکہ مسیح محمدی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح اول سے پوری پوری مماثلت حاصل تھی۔ اسلئے ضرور تہا کہ پطرس ثانی اس زمانہ مین بھی ایسا ہو جو پطرس اول کی خو بو رکھتا ہو۔ اور اسی طرح لعنت بھیجے جسطرح کہ پطرس اول نے بھیجی تھی۔ اگر فرق ہو تو صرف اتنا ہی ہو جتنا کہ مسیح ؑ اول اور مسیح ثانی مین تھا۔ مسیح اول صرف ایک قوم کے لئے مبعوث ہوا تہا۔ اسواسطے وہ اتنی ہی طاقت لیکر آیا جتنی ایک قوم کے لئے ضروری تھی۔ مگر مسیح محمدی ساری دنیا کے لئے مبعوث ہوا اسلئے وہ ایسی طاقت لیکر آیا کہ اسنے ساری دنیا کو ہلا دیا۔ اور ساری دنیا پر ہی اتمام حجت کی کوئی شک نہین کہ اسنے مسیح اول سے بہت بڑھکر کام کیا۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب و سید صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدان رضوان اللہ علیہم کا شیر دل بہادرون کی طرح صداقت کو قبول کرکے دین حق پر اس طرح قربان ہوجانا کہ اپنی جان مال اور عزت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ سقراط کی سمع کو بھی عش عش کرا دیتا ہے۔ یہ مسیح موعود کی قوت قدسی اور آپ کے بڑھکر کام کرنے کا ثبوت ہے۔ پس ضروری تہا۔ کہ پطرس اول سے بڑھکر پطرس ثانی اپنا کام کرے۔ اور لعنت کرنے مین اس سے بہت زیادہ حصہ لے۔ یہ پطرس ثانی جسکا مین ذکر کر رہا ہون۔ وہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان ہے۔ جسنے حضرت مرزا صاحب کی بیس چوبیس سال تک بیعت کی ہے۔ اور اُسنے ایک تفسیر القرآن بھی لکھی جسمین حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوون کی تصدیق اس نے قرآن کی آیات سے کی ہے اور اسکو اسنے خود اپنے پیسیوں یا مال سے چھپوا کر شایع بھی کیا۔ اسمین اسنے مرزا صاحبؑ کی صداقت پر وہ دلائل پیش کئے ہین جسکی تردید اس سے بھی ناممکن ہے۔ اور جو آجتک اس نے کی بھی نہین گویا اس نے اپنا مال قربان کرکے جان قربان کرنے کا بھی وعدہ کیا ہے۔ مگر ایک ابتلا تفسیر کے نہ بکنے کا اسپر ایسا وارد ہوا۔ کہ اول تو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی انکار کردیا۔ اور کہا۔ کہ مدار نجات صرف توحید ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماننا نجات کے لیے کوئی ضروری نہین۔ دیکھو اس کی دیگر کتب اور کانا دجال صفحہ ۴۹۔ پھر وہ اسی طرح مسیح ثانی سے پھر گیا جس طرح کہ اول مسیح سے پطرس اول پھر گیا تہا۔ ہان پطرس اول اور پطرس ثانی کے مرتد ہونے مین یہ فرق ضرور ہے۔ کہ پطرس اول خود بخود پھر گیا تہا۔ کیونکہ مسیح اول براہ راست نبی تھا۔ بغیر اتباع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مگر پطرس ثانی کو خود مسیح ثانی نے خارج از جماعت کیا کیونکہ مسیح ثانی نہ براہ راست نبی تہا بلکہ اتباع خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے امتی بھی تھا اور نبی بھی۔ اسی واسطے جب اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا۔ تو مسیح ثانی علیہ السلام نے جسنے جو کچھ پایا تہا۔ محض آنحضرت صلعم کی اتباع اور اسکی غلامی سے پایا تہا۔ فورًا اسکو علیحدہ کرکے خبیث کو طیب سے جدا کر دیا۔ جس طرح پطرس اول نے مرغ کے بانگ دینے سے پہلے یعنی صبح صادق سے پہلے مسیح اول کا تین بار انکار کیا۔ اسی طرح اسنے بھی صبح صادق اور مطلع الفجر کی گھڑی سے پہلے مسیح ثانی کا انکار تین رسائل لکھکر کیا۔ (۱) ذکر الحکیم (۲) مسیح الدجال (۳) کانا دجال۔ صبح صادق یا مطلع الفجر سے میری مراد اسجگہ وہ صبح ہے۔ جو سورۂ قدر مین بیان کی گئی ہے جسمین پہلے بعد اور ملائکہ نازل ہوتے ہین اور پھر مطلع الفجر ہو جاتا ہے اور تمام تاریکی دور ہوجاتی ہے۔ جو تھوڑی دیر کے لئے

پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ تمام گرد و غبار اس بارش آسمانی سے نیست و نابود ہو جاتا ہے جو مردوں کو زندہ کرنے کے لئے ہوتی رہتی ہے یہ زمانہ مامور من اللہ کے نزول کا ہوتا ہے جب کہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ نظر آنے لگتا ہے تب خدا کا نور نازل ہوتا ہے اور اسکے ساتھ روح اور ملائکہ بھی نازل ہوتے ہیں جو کہ مطلع الفجر کر دیتے ہیں۔ اسکی طرف بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے الہام میں اشارہ ہے۔ تو نے وقت کو نہ دیکھا نہ پہچانا کہ مامور من اللہ کی صداقت کا بہت بڑا نشان زمانہ ہی ہوتا ہے جسکو دنیا کے تمام مذاہب مانتے چلے آتے ہیں۔

جسطرح پطرس اول نے مسیح اول کی زندگی میں ہی انکار کیا تھا۔ اسی طرح پطرس ثانی نے مسیح ثانی کی زندگی میں تین رسائل تحریر کئے۔ پطرس اول کا انکار جان کے ابتلا پر تھا مگر پطرس ثانی کا انکار مال پر ابتلا وارد ہونے پر ہوا۔ فرق صرف اتنا ہی ہے کہ پطرس ثانی نے زور شور سے انکار کیا ہے اور پطرس اول نے دبتے ہوئے اور یہ ضروری تھا کہ وہ ایسا ہی کرے تا اسباب کی طرف اشارہ ہو۔ کہ مسیح ثانی بہت سی طاقتیں لے کر آیا۔ اور مسیح اول سے مرتبے میں بڑھکر ہے کیونکہ جتنا کسی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ اسی قدر اسکی مخالفت ہوتی ہے جماعت سے خارج شدہ اور درخت سے علیحدہ کی ہوئی شاخ اور گرا ہوا کچا پھل مرتد ڈاکٹر کا زور شور اسلئے بھی ضروری تھا۔ کہ تا گھر کا بھیدی کہلانے والا رحمن کے بھیجے ہوئے مسیح ثانی میں کوئی بناوٹ کوئی تفاوت کوئی نقص ظاہر کرے مگر اسنے آجتک جتنے اعتراض کئے وہ سب کے سب اسپر اور لوگوں نے پہلے سے ہی کئے ہوئے تھے۔ اگر وہ سب کے سب ایسے تھے جو پہلے تمام نبیوں اور مقدسوں پر لگائے جا چکے ہیں۔ سچ ہے کہ مامور من اللہ آیت اللہ ہوتے ہیں ان کا دعوےٰ **فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون** کا ایسا زور سے ہوتا ہے۔ کہ انکی سوانح میں کوئی شخص ایک چھوٹا سا سیاہ دھبا بھی نہیں لگا سکتا۔ وہ ایک متقی کا جینا جیتے ہیں اور ایک پاکباز کی زندگی بسر کرکے دنیا سے ورائت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھکر کامیاب اور بامراد جاتے ہیں۔ آیت اللہ سے گمراہ یا مرتد کون ہوتا ہے۔ وہی جو فاسق و فاجر ہو۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنے رسالہ کانا دجال میں اپنے واسطے یہ الفاظ تجویز کرتے ہیں۔ (صفحہ ۴۱ پر) ناچیز (صفحہ ۱۰ پر) گنہگار اور بے عمل (صفحہ ۱۱۹ پر) فاسق و فاجر اب ان الفاظ کو ایک جگہ جمع کرکے ناظرین معلوم کرلیں کہ وہ کیوں مرتد ہوا۔ مگر قرآن کی مذکورہ بالا آیت بھی ساتھ ہی پڑھیں۔

ناچیز گنہگار بے عمل فاسق و فاجر یہی عبد الحکیم خان جو مسیح ہونیکا دعوےٰ کرتا ہے۔ جیسے الہام اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ہوتا ہے جو باوجود ناچیز فاسق و فاجر اپنے منہ سے قبول کرنے کے ابراہیم آدم اور مسیح بھی ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کو نیست و نابود کرنے کا دعویدار ہے:۔ اور ایسے انسان کامل کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے جسکی ساری زندگی میں نکتہ چینوں نے کوئی عیب نہیں پایا جسکا دعوےٰ **فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون** تھا۔ یہ فاسق فاجر مرتد کس طرح کہتا ہے کہ میری پیشگوئی سچی نکلی۔ اور میرے ہاتھ سے یہ سلسلہ پاش پاش ہوگا۔ حالانکہ اسکی پیشگوئی یا حدیث النفس جو وکیل۔ وطن وغیرہ اخبارات میں شایع کی گئی تھی جسمیں لکھا تھا۔ کہ ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء ساون کو مرزا ہلاک ہوگا جھوٹی نکلی۔ اور خدا نے اسکو جھوٹا کر دیا جیسا کہ خدا نے اسکے بارے میں پہلے سے ہی خبر دے رکھی تھی۔ اور سلسلہ اسکے ہاتھ سے کسطرح پاش پاش ہوگا۔ جبکہ وہ ناچیز گنہگار بے عمل فاسق و فاجر ہے۔ اگر ایسا ہو کہ فاسق و فاجر پاکوں پر غالب آجاویں تو امان اٹھ جاوے اور دنیا کا تمام سلسلہ نیست و نابود ہو جاوے مگر وہ خدا جو ہمیشہ مقدسوں کی مدد کرتا آیا ہے اور مقدسوں کو جانتا ہے۔ اور اپنے قول کو پورا کرنیوالا ہے۔ وہ فاسق و فاجر کو تباہ اور ہلاک کرکے دکھائیگا۔ میں حیران ہوں ان لوگوں پر جو ایسے فاسق و فاجر گنہگار۔ بے عمل کی بات پر یقین کرتے ہیں۔ اور اسکی پیشگوئی کو اسی طرح سچا سمجھتے ہیں جسطرح کہ ایک متقی اور مومن کی ہوتی ہے۔ اسیر۔ کیا ممکن ہے کہ مرزا صاحب ۴۔ اگست کو فوت نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی وہ ہلاک ہوئے ہیں۔ ہلاک ہونیوالے تو فاسق و فاجر ہی ہوتے ہیں جنکے مرنیکے بعد انکا سلسلہ بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ دیکھو مسیلمہ کذاب باوجود ایک لاکھ اپنے معتقدین رکھنے کے ہلاک ہو گیا۔ کوئی ہے جو اسکی اولاد یا اسکے بعد اسکے ہونے کا دعویدار ہو اسی طرح یہ فاسق و فاجر ڈاکٹر بھی ہلاک ہوگا۔ اور ضرور ہوگا حضرت مسیح ثانی مسیح موعود علیہ السلام چونکہ مثیل مسیح اور بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اسلئے ضروری تھا۔ کہ مثیل پطرس اور بروز مسیلمہ کذاب ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدی کے انکار کے بروز مسیلمہ کذاب ہوا۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کرکے مثیل پطرس ہوا۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیلمہ کذاب نصف ملک بانٹ لینے کا دعویدار تھا اور اسنے ایک لاکھ کی جمعیت بھی پیدا کرلی تھی اور وہ فاسق و فاجر بھی تھا جیسا کہ اسکے گندے اشعار سے ظاہر ہے اور شجاع سے آنکھیں لڑانے سے بھی سمجھا جاسکتا ہے اسی طرح عبد الحکیم بھی اپنے کانے دجال میں الہامی یا آسمانی سلطنت کے نصفا نصف کرنیکا دعویدار ہے اور اسی طرح اب گندی تحریریں پیش کر رہا ہے۔ دیکھو کانا دجال خصوصاً

صفحہ ۱۰۰ سے ۱۱۷ تک :۔

پطرس اول نے مسیح اول پر لعنت کرنے کے بعد لوگوں کو مسیح کی طرف بلایا۔ مگر پطرس ثانی نے لعنت کرنیسے پہلے اپنی تفسیر القرآن کے ذریعہ لوگوں کو مسیح ثانی کی طرف بلایا۔ اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ پطرس اول سے پطرس ثانی شقاوت میں بہت بڑھکر ہے۔ اور نیز یہ وجہ ہے کہ مسیح اول کی جماعت بہت کم تھی کیونکہ اسکی طاقت محدود ایک قوم کے لئے تھی۔ اسلئے وہ بہر حال انکار میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ اسکی ضرورت تھی مگر مسیح ثانی کی جماعت چار لاکھ سے بھی زاید ہے کیونکہ اسکی طاقت بہت ہی بڑھکر تھی اور ساری دنیا کے لئے تھی۔ اسواسطے پطرس ثانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ پطرس اول میں مادہ بغاوت کا اگر تھا تو بہت ہی خفیف۔ مگر پطرس ثانی میں تو اسکی انتہا ہی نہیں رہی۔ اسواسطے یہ اب ایسا جدا ہو گیا ہے کہ اسکے واپس آنیکی امید ہی نہیں مسیح اول نے بھی پطرس اول کی موت کی نسبت خدا کا جلال ظاہر کرنیکے لئے پیشگوئی کی تھی۔ دیکھو یوحنا باب ۲۱۔ آیت ۱۹۔ اسی طرح مسیح ثانی نے بھی خدا ہی کا جلال ظاہر کرنے کے لئے پطرس ثانی کے لئے پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے۔ جو اپنے وقت پر ضرور ہی پوری ہو کر رہیگی:۔

اور اس وقت خدا کا جلال ایسا ظاہر ہوگا۔ کہ دنیا دیکھ لے گی بالآخر میں یہ لکھکر اپنی تحریر کو ختم کرتا ہوں۔ کہ پطرس اول مسیح اول کے بعد فوت ہوا تھا۔ اور مسیلمہ کذاب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہلاک ہوا تھا۔ اسی طرح ضروری تھا۔ کہ یہ مثیل پطرس اور بروز مسیلمہ کذاب بھی بعد مسیح و بروز محمد الرسول صلعم کے ہلاک ہو۔ فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار اسکے آگے ہے خدا صادق اور کاذب میں فیصلہ کرکے دکھائیگا۔ اے خدا تو ایسا ہی کر اور آسمان سے وہ نشان دکھا جس سے زلزلہ پیدا ہو جائے:۔ آمین ثم آمین

راقم

حکیم ڈاکٹر احمد حسین رضؓ از لائل پورہ ۲

ارشادات امیر المومنین

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔ جون ۱۹۰۸ء۔ قبل ظہر

سید عبد الحی صاحب عرب نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رضہ کی خدمت میں ذیل کا سوال پیش کیا۔ کہ ابتداء سے ہم یہ دیکھتے چلے آتے ہیں۔ کہ ہر نئے مذہب کے پیدا ہونے پر پچھلا مذہب تو بدستور باقی رہجاتا ہے۔ اور ایک نیا مذہب قایم ہوجاتا ہے۔ حضرت مسیح کی بعثت پر یہودی یہودی ہی رہ گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ہی بدستور یہودی یہودی اور نصرانی نصرانی ہی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام میں نئے نئے فرقے پیدا ہوگئے تھے۔ وہ بھی باقی رہگئے۔ اور اب حضرت مسیح موعودؑ کی آمد پر ایک نئی جماعت قایم ہوگئی۔ غرضیکہ نئے مذاہب اور فرقوں سے فائدہ کیا؟ اور ان پہلے پرانے مذاہب اور فرق کے انفا سے نتیجہ کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب

فرمایا کہ یہ تو ایک سیدھی اور صاف بات ہے۔ اللہ جلشانہ کا نام رب العٰلمین ہے۔ اس کی ربوبیت کا اثر عناصر کو نباتات اور نباتات کو حیوانات اور حیوانات کو انسان بنانا۔ تا اور پھر اپنی ربوبیت سے ہی انسان کو

باخدا انسان اور پھر مقرب بارگاہ

الٰہی بناتا ہے اور پھر اس کی یہ ربوبیت صرف ایک ہی زمانہ تک محدود نہیں بلکہ ہر زمانہ اور ہر آن میں اس کی شان ربوبیت اپنی مخلوق کے شامل حال رہتی ہے۔ چنانچہ ہم ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے عجائبات قدرت۔ اسکے رحم اس کے کرم اور اس کی شان کبریائی کا نئے نئے رنگ میں نظارہ کرتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک زمانہ میں . . . . . حضرت موسیٰ کو اللہ تعالےٰ نے باخدا انسان بناکر کامل اور مکمل بنایا۔ کہ اسنے لوگوں کو ایک باخدا انسان بنایا۔ اور اپنا قرب ان کو عطا کرکے اپنی ربوبیت کی شان کا نمونہ دنیا میں ظاہر کیا۔ وہ ایک ایسا وقت تھا۔ کہ یہودی فرعون کے ظلم وستم اور طرح طرح کے دکھوں کے نیچے آنے کی وجہ سے انسانیت کے درجے سے بھی بہت نیچے گرگئے تھے۔ جیساکہ آیت

یسومونکم سوٓء العذاب الخ

سے استنباط ہوتا ہے سو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس قوم کو انسان اور پھر باخدا انسان اور پھر مقربان بارگاہ الٰہی بناکر اپنی ربوبیت کا اظہار کیا:۔

پھر ایک زمانہ کے بعد جب کہ یہودی وہ موسوی یہودی نہ رہے۔ بلکہ انکا صرف یہودیت کا دعویٰ ہی دعویٰ رہ گیا۔ وہ ممتاز نہ رہے بلکہ اپنے اعمال بد کی وجہ سے انسانیت سے بھی گرگئے۔ وہ موحد نہیں۔ بلکہ مُشرک۔ وہ خدا پرست نہیں۔ بلکہ دنیا پرست رہ گئے۔ اور ایسے گرے۔ کہ وہ خدا سے بالکل دور جا پڑے۔ تو پھر خدا کی شان ربوبیت نے مسیح علیہ السلام کو پیدا کرکے اپنی شان کا جلوہ ظاہر کیا۔ اسوقت نام کے یہودتے کیسی مخالفت کی مگر بہت نے مسیحؑ کی تعلیم کی وجہ سے اعلےٰ ترقیاں پائیں۔ اور وہ باخدا اور مقرب بارگاہ الٰہی بنے:۔

مگر پھر جب ایک زمانہ گزرنے پر ان میں بھی سستی اور کاہلی پھیل گئی۔ اور وہ خدا کے احکام کو ترک کرکے شرک میں گرفتار ہوگئے۔ اور انکا اصل فرقہ باقی نہ رہا۔ بلکہ گندی اور بت پرست لوگونکا ایک فرقہ باقی رہ گیا۔ پیڑاموں کو چھوڑا۔ تو مسیح علیہ السلام کو پکارنا شروع کردیا۔ غرض جب یہ حالت ہوگئی۔ تو پھر خدا کی ربوبیت نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اپنی ربوبیت عامہ کا جلوہ دکھایا۔ اور قدیم بت پرستان عرب کو جو مسلمہ طور پر انسانی حالت سے بھی گرے ہوئے تھے۔ پہلے انسان پھر باخدا انسان اور پھر مقربان بارگاہ الٰہی بناکر دکھا دیا اور ہزاروں ہزار یہودی اور ہزاروں ہزار عیسائی قوموں کی قومیں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کی تعلیم کے نیچے آکر توحید کی قائل ہوئیں۔ حتیٰ کہ حضرت امام حسن بصری جیسے عظیم الشان لوگ جو کہ عیسائی خاندان سے تھے۔ ان لوگوں کو توحید سکھائی۔ اور یہ خدا کی ربوبیت عامہ کا ایک خاص جلوہ تھا۔ اسی طرح سلمان فارسی عیسائی تھے۔ جو آخر اہلبیت نبوی میں شامل ہونے کا فخر پاگئے۔ آپؐ کی طفیل یہودیوں میں بھی اسلام آیا اور صرف اڑھائی قومیں باقی رہگئیں۔ جو اسلام سے باہر ہیں۔ جسکا نمونہ کچھ لاہور میں یہودی کنجیریوں کی رنگ میں موجود ہے +

اس طرح سے مسلمانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک انفاس کے ذریعہ سے بڑی مخلوق باخدا اور مقرب الٰہی بنی۔ اور برابر تین سو برس تک اسی طرح ہوتی رہی۔ پھر ہر صدی کے مجدد کے زمانہ میں سچائی کے قبول کرنے کے ذریعہ سے نئی نئی نسل مقرب الٰہی بنتی رہی۔ دیکھو حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور امام باقر جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعہ ابوبکرؓ وعمرؓ تو مقرب نہیں بنے تھے۔ بلکہ ان کے زمانہ میں ان کے زمانہ کی موجودہ نسل ان کی پاک تعلیمات کے نیچے آکر باخدا اور مقرب بنی +

پھر خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ نقشبند۔ اور امام ربانی الف ثانی کے ہاتھ پر بڑی بڑی مخلوق اور ایسی مخلوق جو کہ اپنی انسانی حالت سے بھی گرچکی تھی۔ ان میں کر ہزاروں ہزار انسان باخدا اور مقرب بارگاہ بنے پھر ان کے انتقال ہوجانے پر اور کئی اولیاء دنیا میں پیدا ہوئے۔ جن کے ذریعہ سے خدا کی شان ربوبیت نے پھر ہزاروں لوگوں کو ادنیٰ اور گری ہوئی سفلی زندگی سے نکال کر اعلےٰ پایہ کا انسان بنادیا:۔

اس زمانہ موجودہ میں ہماری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لوگ کسقدر بدعات شرک اور کفر میں مبتلا تھے۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس پُرآشوب زمانہ میں لوگونکا صرف اس امرکا اقرار کرنا کہ میں احمدؑ کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ بھی زمانہ کی حالت کے لحاظ سے بڑی بھاری اور پاک تبدیلی ہے۔ یہ خدا کی ربوبیت ہے کہ ایک ایسی جماعت باخدا انسانوں کی پیدا ہوگئی۔ جو کم از کم اللہ کے حضور اتنا تو اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالے ہی حضرت آدمؑ تھے۔ حضرت نوحؑ تھے۔ حضرت ابراہیمؑ تھے حضرت موسیٰؑ تھے حضرت عیسیٰؑ تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام خلفاء تابعین اور تبع تابعین تمام پاک نفس اور خدا کی طرف ہدایت لانیوالونکا یہی ایک اصول تھا۔ یہ ایک بیج تھا۔ سب زمانوں میں یہی بویا گیا تھا۔ غرض اگر یہ لوگ دنیا میں نہ آئے ہوتے تو یاد رکھو کہ انسان انسان ہی نہ ہوتا۔ بلکہ حیوان اور حیوان سے بھی بدتر ہوجاتا۔ ان سب کا الگ الگ زمانوں میں ظاہر ہونا اسواسطے ہوتا ہے۔ کہ اگر تمام دنیا ایک ہی وقت میں باخدا اور مقرب بنجاوے تو پھر آیندہ خدا کی صفات اور ربوبیت معطل اور بیکار ہوجاتی ہیں۔ نیز ایک خاص وقت کی پاکیزگی ہمیشہ تک کے واسطے کافی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ جسطرح ہر زمانہ میں جسمانی ضروریات کیواسطے کافی نہین ہوسکتی۔ بلکہ جسطرح ہر زمانہ میں جسمانی ضروریات کے واسطے نئے نئے اور تازہ تبازہ سامان قدرت نے مہیا کئے ہیں اسی طرح سے روحانی سلسلہ کیواسطے بھی روحانی زندگی اور پاکیزگی کے سامانوں کی ہمیشہ تازہ تبازہ ضرورت ہوتی ہے۔ سو اسطرح سے اگر ایک ہی وقت میں تمام کچھ جو ہونا تھا ہوچکا ہوتا۔ تو اسمیں بہت نقص لازم آتا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بنے ہوئے ہی کو نہیں بنایا جاتا بلکہ دوسروں کو بنایا جاتا اور جو مردہ ہوتے ہیں اور روحانی ترقیات کے محتاج ہوتے ہیں۔ انکو زندہ کرکے ترقیات بخشی جاتی ہیں +

حضرت اقدسؑ کے پیش نظر بھی ایک وفات کا مسئلہ ہی تھا۔ یعنی وفات مسیح کا ثابت کرنا۔ اب ہمارے آگے بھی وہی وفات ہی کا جھگڑا ہے۔ اور تھا بھی وفات مسیح ہی کا۔ فرق ہے۔ تو صرف اتنا کہ وہاں تو نفس موت سے ہی انکار تھا۔ مگر یہاں

وقت اور بیوقت کا جھگڑا

ہے۔ مگر اس اختلافی امر پر ایک عقلمند سمجھدار انسان کے واسطے حق کے پانے اور اس امر کے جانچنے کی آیا گوئی (

اور جن پر ہے - ایک راہ کھلی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ آپ کی وفات پر ہم لوگوں نے بھی ایک نمونہ دکھایا ہے اور ہمارے مخالفوں نے بھی اپنی کرتوت بتادی ہے۔ دشمن نے کیا کیا؟ سوانگ رچائے - خود مردہ بنے - اور اپنے ہی منہ کالے کئے - ایک ایسے شخص کو جو ملّاں ڈھیل کے مجہول نام سے مشہور ہے اور جس نے خود اپنے نام کے ساتھ زٹلی کا لفظ لگایا ہوا ہے قومی پیشوائی کے اعزاز کا تمغہ دیا۔ وغیرہ وغیرہ :-

مگر اس کے مقابل پر ہماری جماعت نے کیسا پاک نمونہ دکھایا - کہ ایسے نازک وقت میں صبر - استقلال اور نرمی سے کام لیا - کسی نے جزع فزع نہیں کی - کسی نے بے صبری اور گھبراہٹ کا کوئی نمونہ نہیں دکھایا - بلکہ سب نے بڑے ثبات ہمت ... سے خدائی امتحان کو قبول کیا - اور کوئی کمزوری قولاً فعلاً نہیں دکھائی :-

اب ایک سمجھدار عقلمند انسان اندازہ لگا سکتا ہے کہ انسانیت کے اعلیٰ پایہ کا ثبوت کس قوم نے دیا - اور کس نے انسانی حالت سے گھٹیل کام دکھایا :-

یہ ایک نقطۂ معرفت ہے

اگر انسان کو سچائی کسی طرح سے بھی نہ سمجھ میں آوے اور حق اور باطل میں وہ تمیز نہ کر سکے - تو اس کو چاہیے کہ فریقین کی حالات عملی اعتقادات پر نظر ڈال کر دیکھے کہ آیا ان دونوں میں سے پاکیزگی اور طہارت کا پہلو کس نے اختیار کیا ہے - اور کون اسوۂ حسنہ سے ... دور ہے

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے

یہ دیکھ لے کہ وہ حالات خدا کے برگزیدوں میں آنحضرتؐ کی زندگی میں یا صحابہ کرام کے حالات میں یا تابعین تبع تابعین کی زندگی میں اس کا اسوہ ملتا ہے یا نہیں اگر وہ علامات نہیں پائے جاتے تو بات صاف ہے یہاں دلائل کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی صرف اتنا دیکھنا اور مقابلہ کرنا ہوتا ہے - کہ آیا خدا کی ربوبیت سے بچ کر ... کر پھر اس قوم کیا کام کرتی ہے اور ان اعمال کیسے ہیں اور اس کے بالمقابل خدائی ربوبیت سے باہر رہ کر چلنے والی قوم اعمال کیا ہیں اور اس کی زندگی کس انداز پر چلتی ہے

خدا کی ربوبیت ساتھ ... کام کرتی ہے - ہر آن اور ہر زمان میں وہ کام کرتی ہے ... معطل وہ کبھی نہیں رہتی -

فرمایا

یہی وجہ ہے - کہ ہمارا تو ایمان ہے - اگر ایک وقت میں بعض ابتلا بعض مصائب پیش آویں تو اس سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جا سکتا کہ واقعی وہ خدا کے غضب کے نیچے ہیں - بلکہ روحِ انسانی ہمیشہ کی ترقیات کے واسطے بنائی گئی ہے - اگر آج کمزوری ہے - تو وہ کل دور ہو سکتی اس دنیا کی تنگیوں اور تکالیف کی ... ...

تلافی کے واسطے دوسرا جہان بھی موجود ہے :

فرمایا

ہمیں تو اللہ کے اس فضل کی یاد سے بڑا سرور اور راحت ہوتی - کہ اس نے قوم میں کیسی وحدت بخشی ہے - اس کا نمونہ دنیا میں کسی جگہ نہیں ملتا - ایک طرف تو دشمن حضرت مرزا صاحب کی وفات کو بے وقت بیوقت کہتے ہیں - دوسری طرف قوم پھر بھی ایک ہی رسی میں اور ایک ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہو رہی ہے - یہ خدا کا خاص فضل ہے - اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے واسطے ایک زندہ ثبوت اور بیّن دلیل - اور آپ کی سچی دعاؤں اور دلی آرزوؤں اور تڑپ کا یہ نتیجہ ہے - کہ آپ کی قایم کردہ جماعت میں تفرقہ نہیں ہوا - بلکہ بیش از بیش جوش خدمت دین اور تائید حق کے واسطے ان کے دلوں میں ولولے پیدا ہوتے ہیں :-

ایک قدرت کا نمونہ قوم نے پہلے دیکھا ہے - اب دوسری قدرت بھی خدا دکھانے کو قادر ہے - مگر چاہیے کہ ہم سب کمربستہ ہو کر مل کر خدا کے حضور دعائیں کریں - اور خدا سے خدا کے فیضان طلب کریں - اور قدرت ثانی کے ظہور کے واسطے جو راہ خدا کے برگزیدہ مسیحؑ نے الوصیۃ میں لکھی ہے اس پر کاربند ہو جاویں - خدا قادر ہے اور وہ اپنے وعدہ کا سچا ہے :-

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ تعظیم الٰہی اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے لئے تعلیمات الٰہیہ دنیا میں قایم ہوا کرتی ہیں جب ایک جماعت اس اصل صحیح کے لئے پیدا ہو جاتی ہے - تو نئے مصلح کی ضرورت نہیں رہتی - بلکہ اس کی جماعت اس کام کو کرتی ہے - کہ تعظیم بھی قایم ہو جاوے - اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا عمل شروع ہو جاوے - ہاں جب ان میں سستی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے لئے پھر اللہ تعالیٰ ایک مصلح پیدا کر دیتا ہے تمام ان مصلحوں کا ایک ہی مذہب ہوتا ہے اور وہ سب ایک ہوتے ہیں ہمارے سیدمولیٰ کو اسی واسطے فبھداہم اقتدہ کا ارشاد ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عبدالرحمٰن قادیانی

ایک صداقت کا اظہار

جن لوگوں نے ٹھنڈے دل سے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے اور جو لوگ بعث بعد الموت کے ماننے والے اور انبیا علیہم السلام کے دنیا میں آ کر ہدایت پھیلانے کے قایل اور حق باطل کی لڑائی کے نظاروں پر وسیع نظر رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ جب سے شیطان نے آدم علیہم السلام کی مخالفت کی تھی اس روز سے لیکر آج تک وہ مخالفت بدستور قایم اور تا قیامت قایم رہنے والی معلوم ہوتی ہے - آدمؑ کے جانشین - رسول نبی - مامور - مجدد - سعید - سرشت - مومن وغیرہ اولیاء الرحمٰن ہر زمانہ میں حق کی حمایت کرتے رہے ہیں - اور کرتے رہیں گے اسی طرح شیطان اور اسکے چیلے چانٹے - کفار - اشرار - فساق - راکھشس - دیتیو - مشرک وغیرہ - اولیاء الشیطان بھی ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں - غرضیکہ غور کرنے سے بخوبی یہ بات روشن ہو جاتی ہے - کہ شیطانی اور رحمانی دونوں سلسلے ابتدائے آفرینش سے ایکدوسرے کے متوازی ہر زمانہ میں پہلو بہ پہلو پائے جاتے ہیں - فرق صرف اسقدر ہے کہ ایک سلسلہ پر حق کی روشنی چمک دمک دکھلا رہی ہے اور قدم قدم پر کامیابی اور کامرانی کے جھنڈے لہرا رہے ہیں - دوسرے پر ضلالت کی ظلمت چھا رہی اور نامرادی اور ناکامی کے سیاہ چھاپے لگ رہے ہیں - ان رحمانی اور شیطانی دونوں گروہوں کی جنگ آزمائیاں بھی خاص قسم کی ہوتی ہیں - سعید اور شقی کا پورا پورا امتحان ہو جانے کی غرض سے خدا تعالیٰ عام لوگوں کی نظروں اور ظاہر بین نگاہوں میں کبھی رحمانی گروہ کو کامیاب کرتا ہے - تو کبھی شیطانی گروہ کو بھی جھوٹی خوشی کا موقع دیدیتا ہے - لیکن اہل معرفت اور دوربین اشخاص کی وہ نگاہیں جو عقل و ایمان کی روشنی اپنے ساتھ رکھتی ہیں تمام بیرونی اور ظاہری پردوں کو چیر پھاڑ کر اصلیت اور حقیقت تک پہنچ جاتی ہیں اور جس حقیقت سے عوام ایک عرصہ کے بعد واقف ہوتے ہیں وہ پہلے ہی سمجھ جاتے ہیں کہ کونسا گروہ مظفر و منصور ہونیوالا ہے - یہ ایک بڑا دلچسپ مضمون ہے اور اسکے حسن طریق پر بیان کرنے کیلئے تصدیق براہین احمدیہ کے موید من اللہ مصنف رضؓ کی زبان اور زبان قلم کی ہمسری کوئی قلم اور کوئی زبان نہیں کر سکتی - میں اسوقت صرف یہ بتانا چاہتا ہوں - کہ میدان جنگ میں جب ان رحمانی اور شیطانی گروہوں میں سے بظاہر کسی ایک کا پلہ بھاری نظر آنے لگتا ہے اور وہ گروہ اپنے آپ کو فتحمند کہتا ہے تو اس فتحمندی کے وقت کس کس طرح اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے - اس بات کے سمجھنے کے لئے کچھ زیادہ غور و خوض کی ضرورت نہیں کہ جب کوئی فوج دشمن کے مقابلہ میں کامیاب ہو کر لوٹتی ہے - تو وہ بامید تحسین و آفرین اپنے آقا اور افسر کی طرف متوجہ ہوتی اور بیشتر از بیشتر تقرب حاصل کرتی ہے - چنانچہ شیطانی گروہ شیطان کی طرف اور رحمانی گروہ رحمان کی طرف متوجہ ہوتا ہے - کامیابی کے بعد شیطان یا رحمان کی طرف خصوصیت سے متوجہ ہونا ایک بڑا معیار کسی گروہ کے شیطانی یا رحمانی قرار دینے کا ہے - جو خدا والے ہیں - وہ تقرب الی اللہ میں ترقی کرتے اور ان سے وہی افعال و حرکات سرزد ہوتے ہیں جو خدائی تعلیمات کے موافق ہوتے ہیں - اور اس گروہ کا رحمانی گروہ ہونا ثابت کر دیتے ہیں - اسی طرح شیطانی گروہ کی خوشی کا اظہار شیطانی رنگ میں ہوتا ہے جس سے اس گروہ کا شیطانی ہونا پتہ لگ جاتا ہے - اسی طرح دونوں

رنج و غم کا اظہار بھی بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ رحمانی گروہ خوشی کیوقت خداتعالیٰ کی حمد اور سجدہ شکر بجا لاتا ہے اور رنج والم کے عالم مین صبر اور دعا سے کام لیتا ہے۔ بخلاف اس کے شیطانی گروہ خوشی کیوقت شیطانی تعلیم کے موافق آپے سے باہر ہوجاتا۔ اچھلتا۔ کودتا۔ سوانگ بناتا۔ مخلوق آزاری سے کام لیکر ہر قسم کا چھچھورا پن دکھاتا ہے۔ پھر رنج و مصیبت کے وقت بے صبری اور جزع فزع سے کام لیکر دیوانوں کی مانند از خود رفتہ ہوجاتا ہے۔ دیکھو ایران کے مجوسیوں اور ہندوستان کے بت پرستوں میں نوروز اور ہولی موسم بہار میں اعلیٰ درجہ کی خوشی کے دن منائے اور مانے جاتے ہین۔ نوروز اور ہولی مین مجوسیوں اور ہندؤں کی کیا حالت ہوتی ہے اہل نظر سے پوشیدہ نہین۔ اسی طرح رنج و غم مثلاً کسی عزیز کی موت کے وقت مجوسیوں اور ہندؤں اور دیگر مشرکوں میں جو رسمیں برتی جاتی ہین۔ اور جس جس قسم کے حرکات ان سے سرزد ہوتے ہین حتی کہ بعض تو اپنی صورتوں کو بھی مسخ کر لیتے ہین، وہ بھی غیر مشہور نہیں۔ اب اسکے بالمقابل دیکھو۔ مسلمان عیدوں کے دن کس طرح شہر سے نکلکر نمازیں پڑھتے دعائیں مانگتے اور مصیبت کیوقت مثلاً کسی عزیز کی وفات پر کسطرح انکے لئے دعائیں مصروف ہوتے اور صبر و خموشی سے کام لیکر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہین۔ میری یہ تمہید صرف اسوجہ سے لکھی ہے کہ اس بات کی جانچ کی جاسکے کہ لاہور مین حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر انکے دشمنوں نے جو جھوٹی خوشی کا اظہار اور مسیح موعودؑ کی جماعت نے جو اظہار غم کیا ہے۔ ان دونوں میں سے کس نے شیطانی اور کس نے رحمانی طرز عمل اختیار کیا۔ جسوقت حضور مسیح موعود مہدی مسعودؑ کی وفات ہوئی تو انکے اہل بیت اور جماعت کے مردوں عورتوں میں سے کسی نے جزع فزع اور سینہ کوبی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ صبر اور دعا اور یاد الٰہی میں اسطرح مشغول رہے کہ جو خداتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا شیوہ اور انبیا علیہم السلام اور ان کی پاک جماعت کا قدیمی طریقہ ہے لیکن مخالفین نے جلیسے جلوس نکالے اور جب جس سفاہت اور شیطانیت کا اظہار کیا وہ سوائے اولیاء الشیطن اور شیطانی گروہ کے دوسرے کا کام نہین ہو سکتا۔ اس شیطانی لشکر نے جو کچھ کیا تھا۔ کیا ہی تھا۔ لیکن حیرت ہے کہ بڑے بڑے مدعیان تہذیب دنیا پرستوں مثلاً بعض ایڈیٹروں سے ضبط نہ ہوسکا۔ اور اپنی فرضی اور جھوٹی تہذیب اور مصنوعی وجاہت کے کپڑوں کو پھاڑ کر اس شیطانی ایکٹروں کی اسٹیج پر آکر اپنے کمالات دکھانے سے باز نہ رہے۔ اور لاہوری شریروں کی شیطانی کارروائیوں کو رونق تازہ مل مل کر شایع کرنے اور دل ہی دل مین مزے لینے لگے۔ لیکن وہ یاد رکھین۔ کہ کبھی حق کی مخالفت اور باطل کی حمایت سے فائدہ نہ اٹھائین گے خداتعالیٰ نے جس مشعل کو اپنے ہاتھ سے روشن کیا ہے اسکو باطل

کے فرزند ہرگز ہرگز اپنے منہ کی پھونکوں سے نہین بجھا سکینگے اے نادانو! اب تم پر اتمام حجت ہوچکا۔ تم اپنے طرز عمل سے دنیا پر اپنا شیطانی گروہ میں شامل ہونا ثابت کرچکے اب تمہاری تباہی کے دن قریب ہین یاد رکھو منظفر و منصور ہم ہونگے اور کامیابی و کامرانی ہمارا حصہ ہے۔ اے لوگو جو فریب اور دھوکا دیکر گمراہ کرنے اور رحمانی سلسلہ سے دور رکھنے کی کوشش کرنیوالے اخبارو، تم اچھی طرح اپنا کام کرلو اور سادہ لوحونکو بہکا لو۔ قولہ تعالیٰ۔ وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیٰطین الانس والجن یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غرورا ط ولو شاء ربک ما فعلوہ فذرھم وما یفترون۔ حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ اور تو اور۔ لاہوری بدتمیزوں کی دیکھا دیکھی بعض نیچریوں کے دل مین بھی دور بیٹھے ہوئے گدگدی پیدا ہوئی۔ اور نچلا بیٹھنے سے ان کے پیٹ مین بھی درد ہونے لگا۔ چنانچہ اپنی بناوٹی ثقاہت اور ابلہ فریب مرنجان مرنج پالیسی کو بالائے طاق رکھکر اپنی پست فطرتی کا اظہار کرہی دیا۔ یٰحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ط اے آپے سے باہر ہوکر خوشیان منانے والے بیوقوفو! مین پھر کہتا ہوں کہ تم پچھتاؤ گے اور نامراد ہوگے خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہر موقع پر ہماری مدد کرتا رہا ہے اور ہمیشہ کرے گا۔ تمہارے ہر ایک اعتراض کا انشاء اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے کافی و شافی جواب دیا جائیگا۔ اہل عقل فائدہ اٹھائینگے اور نادان ہٹ دھرمی اور ضد سے باز نہ آئین۔ تو ہمارا قصور نہین انکو خدا خود سیدھا کرے گا

راقم

اکبر شاہ خان نجیب آبادی ثم قادیانی۔ ۱۶ جون ۱۹۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک خط کا جواب

جناب عبدالکریم صاحب! السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ آپ کا خط حضرت خلیفۃ المسیح رضہ کی خدمت مین پہنچا۔ اور انھوں نے مجھکو ارشاد فرمایا۔ کہ اسکا جواب لکھدو۔ آپ کی زباندرازی سے گذر کی جاوے تو اسمین صرف دو باتین جواب طلب ہین۔

(اول) حضرت مرزا صاحب کا قول ہے۔ کہ جو کچھ قرآن شریف مین مابین الدفتین ہے۔ اسمین کوئی آیت منسوخ نہیں۔ اس قول کے خلاف دو مختلف آیتین لکھتا ہوں۔ انکی تطبیق فرمائین سورۃ نساء میں محرمات کو بیان کرنیکے بعد فرمایا۔ الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحھا الا زان او مشرک وحرم ذالک علی المومنین۔

(دوم) منجملہ پیشگوئیوں کے ایک پیشگوئی مرزا صاحب کی یہ تھی۔ کہ میرا نکاح ایک ... عورت سے ہوگا۔ اب جبکہ حضرت مرزا صاحب کی وفات ہوگئی اور پیشگوئی پوری نہین ہوئی۔ تو آپ لوگ کیا کہتے ہیں:۔

مذکورہ بالا دونوں باتونکا جواب اختصار کے ساتھ مین خود لکھتا ہوں۔ بحولہ و قوتہ

(جواب اول) (۱) سورہ نساء کی آیت جس مقام پر ہے۔ وہان ذکر ہی دوسرا ہے۔ اسکو سورہ نور کی آیت سے تعلق ہی نہین سورۃ نساء میں مومن اور محصنہ کے تعلقات کا ذکر ہے۔

(۲) سورۂ نساء کی آیت واحل لکم ما وراء ذلکم مین در حقیقت عام حکم نہین ہے۔ اگر عام حکم ہوتا۔ تو آگے چلکر غیر مسفحین ولا متخذات اخدان کیوں فرمایا جاتا جب حکم عام نہین ہے۔ تو سورہ نور والی آیت کو ناسخ کیوں کہا جائے:۔

(۳) حُرِّمَ۔ ماضی کا صیغہ ہے۔ خداتعالیٰ زانیوں کا ذکر کرنیکے بعد فرماتا ہے .... کہ یہ زانیونکا طرز عمل مومنوں پر تو حرام ہوہی چکا ہے لا ینکح ایک خبر ہے اور ذالک کا اشارہ شرک اور زنا کی طرف ہے۔ اسلئے زانیہ سے نکاح کرلینا جایز ہوا۔ اور یہ مذہب ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا۔ محدثین اور دوسرے ائمہ نے زانیہ سے نکاح کرلینا جایز نہین سمجھا انھوں نے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کی نہی سے تمسک کیا ہے اور یہی مذہب ہے ہمارے مقتدا اور پیشوا کا بھی۔

غرضیکہ ان دونوں آیتوں مین کسی قسم کا تناقض نہیں مین نہیں سمجھ سکتا۔ کہ آپنے اسمین کونسی ایسی بات دیکھی ہے۔ جو انکی تطبیق و توفیق کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کو تکلیف دینے کی ضرورت سمجھی اگر آپ کو اسکے متعلق اب بھی کوئی اور بات سمجھنی باقی ہے۔ تو یار زندہ صحبت باقی:۔

(جواب دوم) (۲) بعض پیشگوئیاں ملہم کی زندگی مین پوری ہوتی ہین بعض اسکے بعد پوری ہوتی ہین۔ چنانچہ اکثر پیشگوئیاں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق تھین اور کتب سابقہ مین بھی انکا بکثرت ذکر تھا انمیں سے بعض آپکی زندگی مین پوری ہوئین۔ اور بعض آپکے جانشینوں کے ہاتھ پر پوری ہوئین۔ اول تو حضرت مرزا صاحب نے اپنی زندگی مین لکھدیا تھا۔ کہ یہ پیشگوئی منسوخ ہوگئی۔ دوم یہ کہ کبھی کسی خاص شخص سے اسکی اولاد اور اسکی مثل مین بھی مراد ہوا کرتی ہے۔ قرآن شریف مین اسکی بکثرت مثالین موجود مین۔ حضرت نبی کریمؐ کے زمانہ کے بنی اسرائیل کو خداتعالیٰ مخاطب کرکے فرعون کا حال سناتا اور فرماتا ہے کہ وانتم تنظرون۔ یا حضور نبی کریم کے زمانے کے مسلمانون یعنی صحابہ کرام کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ [illegible] ... حکم [illegible] ... مسلمانون کو یہ حکم ہین۔

[illegible] ... اکبر شاہ خان نجیب آبادی ثم قادیانی

مرزا سلطان احمد صاحب کا ایک ضروری خط

میرے مکرم مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار۔ ذیل کا ایک خط مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال جالندھر صاحبزادہ حضرت سیدنا و مرشدنا مسیح موعودؑ حضرت مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کا آپ کی خدمت میں بغرض اشاعت بھیجتا ہوں۔ یہ اُن بیہودہ اور لغو افواہوں کا جواب ہے۔ جو بعض بازاری لوگوں نے صاحب موصوف کی نسبت اڑا کر انہیں بیجا تکلیف دی اور یہ خط انہوں نے اپنے ایک قدیمی رفیق کو جواباً تحریر فرمایا ہے۔

خاکسار حکیم محمد حسین قریشی از لاہور

ھو ہذا۔

مکرم بندہ۔ والا نامہ پہونچا۔ مشکور فرمایا ہمیشہ لوگ اپنی ذات اور اپنے نفس پر دوسروں کا فیصلہ کیا کرتے ہیں۔ ذاتی کاوشوں کو مذہبی رنگ میں لاکر نتائج نکالنے کے عموماً عادی ہیں جن جلد بازوں نے میری نسبت قادیان کے متعلق یہ خبریں اڑائیں انہوں نے اپنے خیال میں یہ سمجھا کہ سچا اسلام صرف یہی ہے کہ ایک لڑکا اپنے باپ کے مرنے پر شرارت اٹھائے۔ قفل بند کردے۔ لیکن ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں اس قسم کے اسلام سے بیزار ہوں۔ اور میری رائے میں جو اسلام یہ سکھاتا ہے۔ کہ باپ کی بے عزتی اور بے وقری کیجاوے اور باپ کے پسماندگان کے ساتھ فساد کیا جاوے وہ کفر اور ارتداد سے بھی بدتر ہے۔ اگر ایسے شرمناک اسلام کیوجہ سے بہشت بھی مل سکے تو میری رائے میں وہ دوزخ سے بھی زیادہ تر خوفناک ہے لعنتی ہے وہ بیٹا اور کمبخت ہے وہ لڑکا جو باپ کی میت کو خراب کرے۔ اور چھوٹے بھائیوں سے ناحق اُلجھے۔ مسلمان ایک طرف تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ماں باپ کے قدموں کے نیچے بہشت ہے۔ اور دوسری طرف یہ امید رکھتے ہیں کہ ایک سمجھدار لڑکا باپ کی تحقیر کا موجب ہو اور دین و دنیا میں رو سیاہی ہیٹے۔ اور اگر میں یہ حرکت کرتا بھی۔ تو کیا اس قصور ... قادیان میں اُن کی بدولت شب و روز قرآن کا ... تھا۔ مجھے اسلامی جوش اسقدر مجبور کرتا۔ اور میں اس قدر مومن ہو جاتا۔ کہ قرآن خوان جماعت کو قادیان سے نکالنے کی فکر کرتا۔ حاشا و کلا۔

مرزا صاحب میرے والد تھے۔ اگر وہ مجھ پر میری بعض کوتاہیوں کیوجہ سے ناراض تھے تو اس کا بدلہ یہ تھا کہ میں ان کی قفل بندیاں کرتا پھرتا۔ گو مجھے بعض مسلمان بھائی اس خاموشی کی وجہ سے کافر کہیں گے اور یہ کہیں غیرت مند مسلمان نہیں ہوں۔ لیکن میں ایسوں کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ اسلام مجھے ہرگز منظور نہیں۔ جو والدین کی بے عزتی کو موجب رضائے خدا قرار دیتا ہے۔ میں اس اسلام کا قایل ہوں۔ کہ جو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ماں باپ کے قدموں کے نیچے جنت ہے

مسلمانوں نے صرف افواہوں پر ہی بس نہیں کی بلکہ یہ تحریک بھی کی کہ ”اب اسلام کی مدد کا وقت ہے“ یہ مسلمانوں کا اسلام ہے کہ باپ کو بے عزت کرکر لڑکے کو جنت کا مژدہ دلاتے ہیں۔

اختلاف خیالات ایک جدا رنگ ہے میں خوش ہوتا اگر مرزا صاحب مرحوم کے مخالف باوجود مخالفت کے مجھے یہ لکھتے کہ اگرچہ ہماری مذہبی مخالفت ہے۔ مگر تم نے کوئی ایسی حرکت خلاف آبروئے والد نہ کرنا۔ افسوس مسلمانوں نے تو یہ افواہیں اڑائیں اور ایک عیسائی افسر نے جب مسلمانوں کی اڑائی ہوئی یہ خبر سُنی تو بذریعہ چٹھی کے یہ لکھا۔ کہ ”ہم کبھی امید نہیں کرتے کہ تم سے کوئی ایسی ناجائز حرکت سرزد ہو۔“

آپ میرے پرانے دوست اور بھائی ہیں۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں ایسے معاملات میں کیسی طبیعت رکھتا ہوں۔ خیر مجھے بعض مسلمانوں کا مذاق طبیعت اور اسلامی جوش معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اسلام کا منشاء صرف فساد ہی جانتے ہیں۔ اور ان کی نگاہ میں ادب۔ بُردباری۔ اور احترام بزرگان خاندان کوئی شے نہیں۔

قادیان کی جماعت خدا کے فضل و کرم سے بمقابلہ میرے ہزارہا درجہ نیک اور متقی۔ عامل شریعت عاشقِ رسول عربی ہے۔ قرآن ان کے ہاتھوں میں ہے اور ورود ان کی زبان پر۔ شب بیدار اور پرستار خدائے لایزال ہیں۔ اور میرے اعمال خود آپ جانتے ہیں۔ کیا ہیں۔ باوجود ان اعمال کے ایسی جماعت کی مخالفت کر سکتا ہوں۔ لوگ انہیں کافر سمجھیں۔ اور قابل دار۔ لیکن وہ مجھ سے صد درجہ نیک اور قابل عزت ہیں اور میں... اُن کو مسلمان جانتا ہوں۔ میرا مذہب یہ ہے۔ جو خدا کو واحد۔ رسول عربی کو نبی۔ اور قرآن فرعی جھگڑے ان پر کوئی بھی مسلمان باقی نہیں رہتا۔

مرزائی ٹولہ کو اگر خدا اپنی مرضی سے قادیان سے نکالے تو نکالے نہ وہ سلطان احمد کے کہنے سے نکلتے ہیں نہ سلطان احمد اُن کو نکالتا ہے بلکہ ان کی مناسب دلجوئی پر مستعد اور تیار ہے۔ میں کیا کل خاندان سے کسی ایک نے بھی مخالفت نہیں کی۔ آخر غیرت بھی تو کوئی شئے ہے اور وہ منجملہ فرایض اسلام کے ہے۔

آپ بالکل مطمئن رہیں۔ نہ مجھ سے کوئی ایسی شرمناک حرکت سرزد ہوئی اور نہ انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ ہوگی۔ دنیوی معاملات میں اگر خاندان کے ممبروں میں کبھی کبھی اختلاف رائے ہو جاوے۔ تو اس سے جلد باز لوگوں کو خوش نہ ہونا چاہیے۔ آخر ایک خاندان کے چھوٹے بڑے ممبر ایک ہی گوشت پوست کے ہیں۔

۲۳ر جون ۱۹۰۸ء

سلطان احمد جالندھر۔

منقول از روزانہ پیسہ اخبار

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

رسالہ تشحیذ الاذہان

چونکہ صاحبزادہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے متعلق ایک جامع مضمون لکھا ہے۔ اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے۔ کہ یہ مضمون اعلیٰ طور پر چھپوایا جاوے۔ یعنی اس کی کتابت و چھپوائی اعلیٰ قسم کی ہونی چاہیئے۔ اور کاغذ بھی اعلیٰ قسم کا لگایا جاوے۔ اور مضمون کے لئے ایک رسالہ کافی نہیں ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ ۱۰ر جولائی ۱۹۰۸ء تک یہ خاص پرچہ شایع کیا جاوے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

عبدالرحیم مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان۔

۲۱-جون کا دن ان مبارک موعود دنوں میں سے ایک دن تھا جن کا احمدی قوم کو اسکے پاک امام نے اپنی وصیت میں وعدہ فرمایا ہے +

۲۱-جون کا دن - خدا کی پیاری اور برگزیدہ قوم کے واسطے قدرت ثانیہ کی ایک ابتدائی چھوٹی سی جھلک کے ظہور کا دن تھا +

۲۱-جون کا دن - وہ مقدس اور پاک یادگار زمانہ ہے جسکی نظیر دنیا کی تاریخ کے صفحوں میں نہیں ملتی - آج حضرت اقدس کا وہ عظیم الشان مضمون جو آپ نے پیغام صلح کے نام سے اپنی زندگی کے آخری ایام میں خدا کے پاک نبیوں کی محبت کی وجہ سے اور انکی ہتک نہ سن سکنے کی غیرت اور خلق خدا کو اس خطرناک عذاب اور اسکے بد نتایج سے بچانے کے واسطے جو اس گروہ پاک کی توہین کی وجہ سے دنیا پر نازل ہو سکتے ہیں محض ازراہ کرم رحم اور ہمدردی بنی نوع کی وجہ سے اور دنیا سے شرارت اور فساد - نفاق اور عناد اور لڑائی جھگڑوں کی بھسم کر دینے والی آگ کے فرو کرنے اور خدا کے برگزیدوں کی عزت و عظمت اور اُن کے جلال کو قایم کرنے اور اُن کی زندگی سے بدنامی اور تہمت و طوفان کے سیاہ دھبے مٹانے اور اُنکے نام کی عزت و توقیر کرنے اور باہمی محبت و اخوت میل ملاپ سے زندگی بسر کرنے اور انکے ثمرات حسنہ کے بارور ہونے کے واسطے لکھا تھا - وہ یونیورسٹی ہال لاہور میں قریباً چھ ہزار معزز اور تعلیم یافتہ طبقہ کے [illegible] کے روبرو جو کہ ہر مذہب و ملت میں سے دور دور سے بھی آئے ہوئے تھے - مکرمی جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی معرفت بڑی شان اور دھوم سے پڑھا گیا - جو نہایت امن اور عمدگی سے انجام پذیر ہوا +

اس عظیم الشان جلسے کے صدر جناب رائے صاحب بہادر رائے پرتول چند صاحب جج چیف کورٹ پنجاب بالقابہ تھے جو کہ ایک نہایت بیدار مغز بے تعصب باوقار انسان ہیں - آپ نے افتتاحی

تقریر پریزیڈنٹ | تقریر زبان انگریزی میں یون فرمائی

میں اس عزت کا جو مجھے اتنے بڑے مجمع میں صدر بنا کر دیگئی شکریہ ادا کرتا ہون - جب پہلے مجھسے پریزیڈنٹ بننے کی درخواست کی گئی تو میں نے اپنے آفیشل تعلقات کیوجہ سے ٹال دیا - گر پھر میں نے اس خیال سے اس امر کو منظور کر لیا کہ ہندو مسلمانوں میں باہمی اتفاق اور مودت کا ہونا تمام ملک کی بہتری اور بہبودی کا موجب اور گورنمنٹ کیواسطے باعث برکت ہے +

ہم سب کو اُن لوگوں کا شکر گذار ہونا چاہیے - جو اس مفید جلسہ کے محرک ہوئے ہیں یہ امر واقعی بڑا اہم ہے اور اس امر کی بڑی سخت ضرورت ہے - کہ ہندو مسلمانوں میں باہمی اتحاد اور محبت قایم ہو - اس موقع پر جناب صدر جلسہ صاحب نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کھڑا کر کے پھر دونوں کی انگلیاں باہمی ایک دوسرے میں ملا کر اشارہ کیا کہ اس طرح سے باہم ہندو مسلمانوں کے تعلقات ہو جانے چاہیئیں ۔

پھر فرمایا

اور اس معاملہ پر روشنی ڈالنے اور تحریک کرنے کے واسطے

قادیان کے ولی

سے بہتر اور کوئی آدمی نہیں ہو سکتا تھا - جب یونیورسٹی ہال میں جلسہ کرنے کے واسطے مجھ سے درخواست کی گئی اور اجازت چاہی گئی تھی - تو میں نے یہ سوچکر کہ اس کام سے زیادہ مفید اور بہتر کام اور کیا ہو سکتا ہے - جو اس ہال میں کیا جاوے - میں نے اجازت دیدی +

اب میں امید کرتا ہون کہ آپ لوگ پوری توجہ اور شوق سے انکے پیغام صلح کو سنیں گے اور اس سے پورا فائدہ اٹھانے اور اسپر کاربند ہونے کی کوشش کریں گے +

بعد ازاں قبل اسکے کہ اصل مضمون کا آغاز ہو - مکرمی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے تبرکاً چند آیات قرآنی نہایت جوشیلے سریلے اور موثر لہجے میں پڑھیں جو کہ دل سے نکلکر دلوں پر بیٹھیں جزاہم اللہ احسن الجزا +

تلاوت قرآن شریف کے بعد اصل مطبوعہ مضمون جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے بڑے جوش اور بلند آواز سے پڑھا - دوران مضمون میں بعض بعض مقامات پر سامعین متاثر ہو کر تعریف اور داد کی غرض سے مروجہ رسم کے لحاظ سے بڑے جوش سے متواتر تالیاں بجاتے تھے - اور مضمون سے متاثر ہو کر چہروں کی بشاشت سے اظہار خوشی کرتے تھے +

مضمون کل سامعین کو باوجود مجمع کثیر اور مکان وسیع ہونے کے اچھی طرح سے سنائی دیتا تھا - اور کسی نے اس امر کی شکایت نہیں کی کہ اُن تک آواز نہیں پہنچی - عین اسوقت جب اصل مضمون بڑے جوش اور زور سے پڑھا جا رہا تھا - آسمان سے رحمت الٰہی کا نزول ہوا اور بارش اسوقت تک جاری رہی - جب تک کہ جلسہ ختم نہ ہو لیا +

حکمت الٰہی سے جناب صدر جلسہ کی طبیعت ناساز ہونی شروع ہو گئی - جس سے صدر جلسہ نے جلدی جانا چاہا - لہذا خواجہ صاحب نے ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح رضہ کا پیش کر کے پڑھا - جس میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے خواجہ صاحب کو حضرت اقدس کے اس مضمون پیغام صلح پڑھنے کی اجازت بحیثیت امام و مقتدا ہونے کے دی تھی اس خط کے پیش کرنے اور سنانے کی ایک غرض یہ بھی تھی - کہ تا پبلک کو معلوم ہو جائے کہ احمدی قوم اب بھی اسی طرح ایک ہی سلک میں پروئی ہوئی ہے - اور کہ کل قوم بلحاظ اپنی وحدت کے ایک نفس واحد کا حکم رکھتی ہے :-

اس تمام کارروائی کے بعد خواجہ صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کی جس کا لب لباب یہ تھا - کہ چونکہ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حلال چیز کو بھی اس شرط پر ترک کر دینے کا وعدہ فرمایا ہے کہ آپ لوگ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین کو چھوڑ کر آیندہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا اور برگزیدہ نبی مان لیں اور آپکا نام اپنی تقریرون اور تحریرون میں بڑی عزت عظمت اور ادب سے لیا کریں لہذا ہم لوگوں نے آج آپکو اپنی طرف سے اس صلح کی طرف پیشقدمی کر کے بلایا ہے - اور آج یہ کام ہماری طرف سے بہ تمام و کمال ادا ہو چکا ہے - اب قطع نظر اس کے کہ اسکا کیا اثر ہوگا - آپ لوگ ان شرایط کی پابندی کرینگے یا نہیں میں خود آپ لوگوں کے سامنے اس امر کا اقرار کرتا ہون کہ میں آج کی تاریخ سے اس خاص خوراک کو باوجود ایک حلال خوراک کے بقیہ ترک کرتا ہون +

اس تقریر کے بعد چونکہ صدر جلسہ صاحب بوجہ علالت طبع جانیوالے تھے چوہدری رام بھجدت صاحب جو کہ اسوقت شریک جلسہ تھے - کھڑے ہوئے اور بڑے جوشیلے اور موثر الفاظ میں صدر جلسہ اور پبلک سے یہ درخواست کی - کہ یہ مفید اور بابرکت جلسہ جاری رہنا چاہیے - صدر جلسہ اگر جاتے ہیں تو آپ کی بجائے اپنا جانشین بنا جائیں - چنانچہ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویرہاؤس لاہور نے رائے نرائن داس صاحب کو صدر جلسہ ہونے کی رائے پیش کی جسکی تائید ہو کر منظور ہوا +

خواجہ صاحب کے بعد مسٹر فضل حسین رضہ صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے کھڑے ہو کر صدر جلسہ اور پبلک کا شکریہ ادا کیا - اور یہ بھی خواہش کی کہ اگر جلسہ موجودہ صورت میں جاری رکھا جائے تو خواجہ صاحب کی طرح طرفین سے بہت سے قول و اقرار و معاہدہ ابھی ہو جانے کی امید کی جاتی ہے +

مگر

بعض معزز اراکین اور پبلک کا رجحان دیکھکر یہی تجویز پاس کی گئی - کہ جلسہ اسوقت بند کیا جاوے - اور پبلک کے

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپا

تجویز پیش کردہ پر غور و فکر کرنے کا موقع دیدیا جاوے اور پھر کسی دوسرے موقع پر مناسب جلسہ کیا جاوے۔

اس پر مہاشہ رام بھجدت صاحب نے پھر کھڑے ہو کر بڑے زور سے اس بات کا اپیل کیا کہ اسوقت ایک نیک کام کی تحریک دلوں میں پیدا ہو رہی ہے اور لیکچر کا اثر دلوں پر نمایاں ہے اور خاص جوش اس امر کا پایا جاتا ہے لہذا جلسہ جاری رکھا جانا چاہیے۔ اسپر

خان بہادر مسٹر محمد شفیع بیرسٹرایٹ لا

نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جلسہ ابھی ہو یا آئندہ کسی وقت غور و فکر کے بعد کیا جاوے اس میں میری رائے یہ ہے کہ جلسہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کیا جانا چاہیے کیونکہ اسوقت جب کہ طبایع متاثر ہو رہی ہے۔ اور سوچنے اور غور کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ جو تعلیم اسوقت پڑھا گیا ہے اصول کے لحاظ سے نہایت ضروری ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ اسکی تکمیل اسی جلسہ میں اسی منٹ میں کی جاوے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت جلسہ میں ختم کیا جاوے تا پبلک کو اسکے متعلق غور و فکر کرنے کا موقع دیا جاوے۔

اسکے بعد خواجہ صاحب نے اسی امر کا اعلان کیا کہ آج جلسہ میں ختم کیا جاتا ہے اور جلسہ برخاست ہوا۔

عبدالرحمن قادیانی احمدی۔ ۲۲۔ جون ۱۹۰۸ء

کیا ہم احمدی اسلام کو چھوڑ سکتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسے کہ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دنیا میں تشریف لائے تھے۔ ویسے ہی اسی کے حکم اور وعدوں کے مطابق اس دنیائے فانی سے تشریف لے گئے آپکا وفات پانا تو کوئی انوکھی بات ہے۔ اور نہ کوئی امر کہ جس پر کوئی حرف رکھ سکے یا کچھ کہہ سکے کیونکہ آخر ہر ایک کے لئے یہ دن موجود ہے سب پر اس دن نے آنا ہے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

جناب سید حافظ مختار احمد صاحب نے کیا اچھا کہا ہے

جو آیا اس جہان میں اسکو لازم موت آتی ہے
یہ ثابت ہو گیا آنا ہے جانے کی نشانی ہے
نہیں منکر کوئی ہر شخص نے یہ بات مانی ہے
مسلم ہو گیا یہ مسئلہ انسان فانی ہے

مگر وہ مبارک موت ہے جو خدا کی فرمانبرداری میں ہو۔ خدا کی رضامندی میں ہو۔ ایسا شخص اصل میں حیات جاودانی پاتا ہے وہ دنیا سے نہیں گذرتا اور نہ مرتا ہے کیونکہ جو وہ کر جاتا ہے۔ وہ ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی عقلمند اسکو مردہ کہہ سکے یا اسکی مبارک زندگی سے انکار کر سکے:۔

ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ الف الف سلام دنیا میں ایسے وقت تشریف لائے تھے کہ دنیا میں خداپرستی کی تمام راہیں دنیاپرستی نے بھلا دی تھیں۔ کوئی دل ایسا نہ تھا کہ جس میں دنیا کی محبت یا شہرت کا شوق مدغم ہو دینداری اور خداپرستی اسپر غالب ہو بلکہ ہر طرف یہی نمونہ اور یہی نظارہ تھا کہ

ہر طرف کفر است جوشان ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

اور آپ تشریف اسوقت لے گئے۔ کہ جب چار لاکھ سے زیادہ کی جماعت خداپرستی کی قایم کر دی یعنے جنہوں نے آپ کے آگے سچے دل سے اقرار کیا کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرونگا" یہ ایک ایسی بڑی کامیابی اور بامراد ہونا ہے کہ اس کی نظیر سوائے سلسلے انبیاء علیہم السلام کے کسی دوسری جگہ تلاش کرنا مشکل ہے۔ اور وہ بھی خاص نبیوں میں جیسے حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلعم۔

حضرت اقدس کی وفات پر تعجب یہ ہوا اور اس بات کو مدنظر رکھکر ہرگز ہرگز ملال نہیں کیونکہ آپ کامیاب اور مظفر و منصور ہو کر گئے اور پھر باقیات الصالحات چھوڑ کر گئے آپ کی جماعت پکا سلسلہ آپکے مقاصد اغراض قایم ہیں۔ اسلئے کوئی بھی بات نہ رنج و غم کی نظر آتی ہے اور نہ ہم و حزن کی ہاں البتہ وہ پیارا پیارا چہرہ وہ ماہ کنعان جسکے دیکھنے سے ہمارے آنکھوں میں نور معرفت بھر جاتا تھا وہ بیشک ہماری آنکھوں سے اوٹ ہو گیا۔ جسکی پیاری تقریریں اور پیاری باتیں ہمارے مردہ دلوں کو زندگی کا آب زلال پلاتی تھیں۔ مگر ہم کو نہ تو ہراسان ہونا چاہیے اور نہ ناامید کیونکہ حضرت اقدس کے پیچھے جو آپ کی یادگار قایم خدا تعالیٰ نے کی ہے۔ اسمیں بھی روح القدس کی مدد سے ایسی ہی برکت نور سے ماہور ہو کر ہو جاوے گی۔ کہ ہمکو وہی حاصل ہوگا۔ جو پہلے حاصل ہوتا تھا۔ اور یہ تمام فیضان ہی اس بات کی زندہ دلیل ہونگے۔ کہ حضور زندہ ہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ خلق الانسان ضعیفا کے مطابق ہمارے دل ضرور بضرور حضرت اقدس کی جدائی کی تاب نہ لانے کی وجہ سے مغموم ہیں دل میں آپ کی جدائی سے سخت درجہ پر قلق و کرب ہے۔ کیونکہ دل آپ کی جدائی سے راضی نہیں تھے وہ چاہتے تھے کہ حضرت اقدس کا پیارا چہرہ کبھی بھی ہمارے نظروں سے دور نہ ہو مگر یہ انکا غلط خیال تھا۔ کیونکہ

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود +
وانکہ پاینده و باقی است خدا خواهد بود +

آخر اس جسم خاکی کی جدائی تو ہے لازمی اور ضروری تھی اسلئے جدائی ہونی تھی ہو لی۔ ہم اس جدائی سے ضعیف مخلوق ہونے کی وجہ سے سخت غم میں مبتلا ہوئے اور ہمارا غم و الم میں مبتلا ہونا ایک طرح سے ضروری بھی تھا کیونکہ خدا تعالےٰ نے جہاں کسی ہم و غم پر صبر کرنے کی تاکید فرماتا ہے وہاں خود مخلوق کے ضعف کا ذکر فرماتا ہے جیسے کہ فرمایا واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ الا علی الخشعین الذین یظنون انہم ملقوا ربہم وانہم الیہ راجعون ٥ سورہ بقر۔ یعنے مصیبت کی برداشت کے لئے صبر اور نماز کا سہارا پکڑو اور البتہ شاق ہے ایسی حالت میں جب کہ کوئی تازہ مصیبت ہم و غم لاحق حال ہو۔ صبر کرنا اور نماز سے سہارا پکڑنا، مگر انکے لئے نہیں۔ کہ جو یہ خیال مدنظر رکھتے ہیں کہ وہ بھی آخرکار ایسے ہی اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہو جاوینگے جسطرح کہ یہ انکا پیارا انسے جدا ہو کر اپنے مولا کے پاس حاضر ہو گیا، پس جب کہ یہ بات زیر خیال رہتی ہے۔ وہ کبھی بھی ہم و حزن کی پیش نہیں جانے دیتے۔ بلکہ بڑھ بڑھ کر محبت والفت میں اپنے مولا کریم کی طرف لپکتے ہیں کیونکہ ایسی حالت میں یعنے ایسے خیالات کے ... انکے ایمان و عرفان کا رنگ پکڑ جاتے ہیں اسلئے دنیا و مافیہا کی محبت کو بالکل سرد کر دیتے ہیں اور عشق آلہی کی محبت کو اپنے سینہ میں بھڑکا لیتے ہیں مگر یہ سچ ہے۔ کہ ایسا ضرور ہوتا ہے۔ کہ مصیبت اور تکلیف کے وقت انسان ضرور ایک ایسے ابتلاء میں پڑ جاتا ہے۔ کہ اگر اسکا مولا کریم خود دستگیری نہ کرے تو اسکی تباہی کا سامان بن جانا ممکن ہوتا ہے جنہوں نے تاریخ کی ورق گردانی کی ہے وہ خدا کے لئے گواہی دے سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد کیا کچھ ظہور میں آیا تھا۔ وہ بھی اسی ابتلاء کا ایک نظارہ تھا۔

خدا حضرت ابوبکر علیہ السلام کو جنت کی سبیل کا پانی پلادے اور آپ کا زیادہ سے زیادہ مرتبہ کرے کہ انہوں نے مقبول کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہلاکت سے بچایا تھا مگر جس نے اس صادق کی نہ مانی۔ وہ تباہ ہوا ہلاک ہوا ذلیل وخوار ہوا۔

احمدی قوم کے آگے سیرت انبیاء کی کتاب ایسے طور پر کھلی پڑی ہے۔ کہ وہ کسی حالت میں انشاء اللہ ٹھوکر نہ کھانے والی جماعت ثابت ہوگی جیسے کہ اب تک ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ انکے دلوں میں یہ بات ایسی بیٹھی ہے کہ وہ اس کو بھول بھی نہیں سکتی کہ انبیاء کی وفات ضرور ہوتی ہے وہ آخر دنیا کو ضرور چھوڑتے ہیں۔ دنیا میں جسقدر کام ان سے خدا نے لینے ہوتے ہیں اتنے ہی لیتا ہے یعنی انکے خاص وجود مبارک سے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جو ان کے صحابہ کے ہاتھ پر پورے ہونے ضروری ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ اسی کے ہاتھ کے لگائی ہوئے پودے ہوتے ہیں اسلئے تمام کام انہیں انبیاء کے ہوتے ہیں۔ جو انکے خادم کرتے ہیں۔ جیسے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ہوا ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ہوگا۔ مبارک وہ جو اس راز کو سمجھے اور ٹھوکر سے بچے:۔

ہمارا سب کا اسوقت فرض یہی ہے کہ ہم سچے دل سے حضور کی صداقت پر فدا رہتے ہوئے آپکے خلیفہ برحق امیر المومنین حضرت حکیم الامۃ جناب مولانا نورالدین علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اسبات کے لئے مستعد ہوجاوین کہ ان کی پوری پوری اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ یہی عین ایمانداری اور برخورداری ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام وہ پاک وجود تھے کہ جب دنیا میں تشریف لائے تو خدا تعالیٰ کے نشانات قدرت ظاہر ہوئے۔ اور جبتک دنیا میں رہے تب تک بھی آپ کے وجود کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے بے انتہا نشانات ارضی وسماوی دکھلائے۔ جب آپکا آخیری وقت آیا اور آپنے ہم سب خادموں کو اپنی جدائی کا ناگوار پیالہ پلایا۔ اور خدا تعالےٰ کے نشانات قدرت کے ماتحت آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو اسوقت بھی خدا تعالیٰ کے نشانات کے مطابق آپ کی جماعت کو تسلی رہی وہ نہ تو ایسی حالت میں ہوئی۔ جس سے بے صبری ثابت ہو۔ اور نہ اس کے استقلال میں فرق آیا۔ جس سے آپ کی تعلیم کی خوبی ثابت ہوتی ہے یعنے جو کچھ آپنے خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کے متعلق تعلیم دی تھی۔ اسپر آپ کی جماعت نے عملی نمونہ سے ایسے وقت میں ثابت کردیا کہ واقعی حضور پُرنور کی تعلیم کا منشاء یہی تھا۔

غرضیکہ آپکا مبارک وجود خدا نما ثابت ہوتا ہے ایسے وجود کی جیسا کہ دستور تھا۔ اس کی زندگی میں ایسی قدر نہیں کی گئی۔ اکثروں نے اسکو قبول کرنے سے انکار کیا اور اسکی پُربرکت کتابوں کو پڑھنے پڑھانے سے روکا۔ مگر ان لوگوں نے جو خدا کے قدیم دستور سے آگاہ تھے۔ خدا کے وجود کو کسی صفت سے معطل نہ سمجھتے تھے۔ اسکو قبول کیا۔ اور اسکو ہرایک نے عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اسپر ایمان لانے میں سبقت کی:۔

دنیا میں اسوقت ہزاروں مذہب ہیں لیکن اگر ایمان کی پوچھو کہ جو مذہب کی منشاء ہوتی ہے وہ سب جگہ مفقود ہے (یعنے خدا تعالیٰ کا جیتا جاگتا ہونا صفت تکلم سے کسی وقت عاجز نہ ہونا جیسا کہ سمیع وبصیر خالق آلک ہونے کا اقرار ہو ایسے ہی صفت تکلم کا اقرار ہو کہ دوسری صفات کا موجود ہونا مگر صفت تکلم کا معطل ہوجانا:۔

دنیا میں اسلام اسلئے آیا ہے کہ اہل زمین پر ظاہر کرے کہ تمہارا خداوند خدا رب العالمین ہے جسمیں تمام صفات خیر وخوبی کی اور ازلی ابدی ہیں کوئی معطل یا فنا ہونیوالی صفت اسمیں نہیں ہے بلکہ تمام کی تمام اسکی صفات غیرفانی ہیں۔ مگر کیا کہیں اور کس کے آگے جاکر روئیں۔ اور تو اور رہے وہ جو مسلمان کہلاتے ہیں جن کو اسلام کا دعویٰ ہے ان کی حالت اس زمانہ میں ایسی ہوگئی ہے۔ کہ دوسرے مذاہب کی طرح وہ بھی خدا کے کلام نازل کرنے کے منکر ہوگئے ہیں سننا اور دیکھنا قبول کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو بولنے اور کسی اپنے بندے سے ہمکلام ہونے سے انکار وفرار کرتے ہیں جیسے کہ دوسرے مذاہب والے اپنے بانی مذاہب کے بعد وحی والہام کا سلسلہ ختم کرنے کے اقراری ہیں ایسے ہی یہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کے بعد وحی الہام کے سلسلے کا انکار کرتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے۔ کہ اگر واقعی اسلام میں بھی ایسا حال تھا تو دوسروں سے مابہ الامتیاز اسمیں کیا ہے جو دوسرے مذاہب کے سامنے اسکو پیش کیا جاوے؟

یہ عقاید صرف اسوقت کے ہی ہیں ان سے پہلے مسلمانوں کی سیرت ولایف کی اگر سیر کی جاوے۔ تو ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ان عقاید کے پابند تھے مسلمانوں میں جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے گئے ہیں۔ یہانتک کہ بعض عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے اُن کی گیارہویں بارہویں بھی کرتے ہیں وہ اس کتاب کے غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۵۴۴ فصل نماز میں لکھتے ہیں کہ "وردی ان اللہ اوحی الی بعض صدیقین ان عبادا من عبادی الخ"

یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اور روایت ہے کہ خدا تعالےٰ نے بعض صدیقوں کو وحی بھیجی الخ جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت غوث پاک رضؓ کا یقین اسبات سے پر تھا کہ وحی والہام الٰہی کا سلسلہ بند نہیں ہوا جبھی تو صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض صدیقوں کو خدا نے وحی بھیجی۔ ہاں اسلامی شریعت کے منسوخ کرنیوالی یا اسکے خلاف بیان سنانیوالی وحی والہام سے بیشک نقصان تھا نہ کہ تائید وتصدیق کرنے والی وحی سے۔ یہ جو اسلام کی تعلیم پر عملدرآمد کرنے سے وحی والہام کا دروازہ کھلتا ہے جسکے ہوئے کے جناب پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ قائل تھے۔ وہ تو اسبات کی دلیل ہے کہ اسلام ایک زندہ جاوید مذہب ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسکی پیروی سے وہ خدا جو نہان درنہان ہے اپنے کلام پاک کے ذریعہ انا الموجود کی آواز سنا کر یہ ثابت کردیتا ہے کہ وہ جیسا کہ سمیع وبصیر ہے ویساہی کلام کرنے والا بھی ہے اور کہ اسکی کوئی صفت فانی اور معطل ہونیوالی نہیں ہے:۔

جناب مسیح موعود دنیا میں کس لئے تشریف لائے تھے؟

حضرت تقدس مآب جناب مسیح موعود دنیا میں بھی ثابت کرنے آئے تھے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ کیونکہ اسکی پیروی سے زندہ خدا اپنے کلام پاک سے خود اپنی ہستی کا ثبوت انا الموجود کی آواز سنا کر دیتا ہے اسلام نے جیسا کہ اسکے سمیع بصیر ہونے کا بیان کیا ہے ویساہی اس کے کلام کرنے کا بھی اقرار کیا ہے زمانہ سے جو اسلام کے اندر علاوہ بیرونی عقاید فاسد کے خدا کی نسبت جو صفت تکلم سے انکار کا عقیدہ پڑ گیا تھا۔ اسکو آپنے دلائل قاطع سے جو عقلی اور نقلی کے علاوہ تائیدات سماوی بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ یہ ثابت کرکے دکھلادیا۔ کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات ازلی وابدی ہیں۔ کوئی ضایع اور فنا ہونے والی نہیں جیسے کہ وہ ہمیشہ سے دیکھتا ہے سنتا ہے ایسے ہی بولتا بھی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے لئے اپنے مبارک وجود کو پیش کرکے جہان پر زندہ نظیر سے بھی ثابت کردیا کہ بیشک اور یقیناً وہ خدا جسکو قرآن اور حضرت محمد الرسول اللہ صلعم

نے یہ صفت پیش کیا ہے وہ جیتا جاگتا حیّ قیّوم لم یزل لا یزال خدا ہے۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ حضرت محمد صلعم ہی دنیا مین ایک بابرکت رسول (صلعم) ہوئے ہین کہ جن کی سچی پیروی سے خدا انسان سے منہ لگاتا یعنے الہام و کلام کرتا ہے جیسے کہ آنجناب کو خدا نے وعدے دیئے تھے کہ جو تیری سچی پیروی کرے گا۔ وہ نبی۔ صدیق۔ صالحین اور شہداء کے مراتب پائیگا۔ اور اسی لئے دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم کو دن رات مین پانچ دفعہ کرنے کی تاکید فرمائی :۔

جناب مسیح موعود دنیا مین کیا لیکر آئے تھے؟

یہی کہ خدا زندہ اور جیتا جاگتا خدا ہے۔ وہ اپنے پیارے بندون سے جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی کامل پیروی کرتے ہین۔ کلام کرتا ہے اور اس کو اپنا پیارا و برگزیدہ انسان بنا لیتا ہے۔ اور کہ خدا تعالےٰ مین جو قوتین طاقتین کسی پہلے زمانے مین موجود تھین۔ وہ اب بھی ہین۔ وہ جیسے پہلے **فعال لما یرید** تھا۔ اب بھی ہے اور اس آگے کو بھی رہے گا۔ چنانچہ اپنے چھبیس ۲۶ سالہ ماموریت من اللہ کے دعوے سے ثابت کر دیا کہ واقع میں اللہ قادر ہے ایک زمانے نے ملکر خدا کے مسیح موعود کو ہلاک کرنا چاہا۔ مٹانا چاہا۔ تباہ کرنا چاہا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدون کے مطابق جو اس نے پہلے سے اپنے پیارے بندے کو دے رکھے تھے۔ کسی اور و غیرہ کی پیش نہ جانے دی۔ کیا ہم ان مقدمات کو بھول سکتے ہین کہ جو آپ کی عزت آبرو جان مال کے لینے کے لئے کئے گئے تھے اور ان مین دشمنوں نے ناخون تک زور لگا کر چاہا تھا کہ خدا کے مسیح کی عزت جائے مال جائے آبرو جائے مگر آخر کو نتیجہ یہی ہوتا رہا ہے۔ کہ دشمن ہی خائب ہوئے اور وہ فاتح مظفر و منصور اور کامیاب بامراد ہوا خدا کے مسیح نے اسی زندگی مین ایسی ایسی کامیابیان حاصل کین اور اسکے دشمن ایسے ایسے ذلیل و خوار ہوئے کہ ان کو اپنی ناکامی اور نامرادی کا ان الفاظ مین اقرار کرنا پڑا کہ قادیانی کے بالمقابل جسقدر کوششین ہو رہی ہین حقیقت مین کافی سے زیادہ ہین۔ مگر انکے اثر سے کوئی عام اور دیرپا فائدہ نہین ہوتا" اہاہات صفحہ ۲ مصنفہ امرتسری ثناء اللہ اس اقرار کی وجہ صرف یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے مسیح صادق کو ہر طرح کے براہین سے صادق کرنا تھا اسلئے ایک طرف تو خود قرآن شریف مین فرمایا کہ من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بآیتہ انہ لا یفلح المجرمون ط اور دوسری طرف ایسے سیاہ مخالف و معاند سے جو کہ نہ صرف عملی طور پر اپنا یہودی ہونا ثابت کرتا ہے بلکہ اہل حدیث ۲۶ جلد ۳ مین علانیہ اقرار کرتا ہے کہ جو آیت یہودیون کے حق مین تھی۔ **تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتّیٰ**۔ وہ اسکے حق مین ہے۔ دوستو آپ یقیناً سمجھین کہ یہ خدائی تصرف تھا جو اسنے مذکورہ بالا اقرار کر لیا۔ تا کہ زمین والون پر یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہو کہ خدا نے اپنے برگزیدہ بندے مسیح موعود کو ایسا کامیاب کیا۔ کہ آخرکار دشمن بھی چلا اٹھے کہ ہماری کوششین باوجود کافی ہونے کے ناکامی نامرادی اور حرمان نصیبی کا ذریعہ بن رہی ہین۔ ورنہ ایسوں سے ایسا کھلا اقرار ہونا امر محال تھا۔ یہ خدا کا خاص فضل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوا کہ وہ مثل انبیاء کے کامیاب مظفر و منصور دنیا سے اٹھائے گئے یعنی اپنی طبعی موت سے وفات پائی۔ اور یون ثابت کر دیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدائی وعدے کے مطابق اسی طرح دشمنون کے حملون سے محفوظ رکھے گئے۔ اور اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے تھے :۔

غرضیکہ خدا کے القادر و **فعال لما یرید** ہونیکا ایسا عجیب نظارہ خدا کے مسیح صادق کی پاک زندگی نے دکھلایا کہ وہ کسی دوسری جگہ ہرگز ہرگز نہین ملسکتا۔ جیسے دوسرے تمام مذاہب فیضان الٰہی کے دروازے بند کر بیٹھے ہین جس سے وہ ثابت کرتے ہین کہ خدا کا فضل آگے کو نہین جاری رہ سکتا۔ بلکہ پیچھے رہگیا اسی طرح ان لوگون نے جو مسلمان کہلاتے ہین خدا کے فیض و فضل کے دروازے مین قفل فولادی لگا دیا انکے زعم ناقص مین آنحضرت صلعم باوجود افضل الرسل ہونیکے ایسے ہین کہ جن کی پیروی کا نتیجہ سوائے سردردی کے کچھ نہین وہ نہ فیضان الٰہی کے قائل ہین اور نہ وحی و الہام کے کیونکہ انکے زعم باطل مین قرآن کے بعد کوئی ایسی وحی جو قرآن کی مصدق ہو اور اسلام کی معاون ہو آنحضرت صلعم کے ختم رسالت کے باعث اسکا آنا ناجائز ہے گویا کہ انہون نے ایک ایسے خود تراشیدہ خدا کو مان لیا ہے کہ جو قرآن کو نازل کر کے (نعوذ باللہ) گونگا کر کی طرح ہو گیا۔ مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا۔ کہ اگر اسنے ایسا ہی گونگا ہو کر ہو جانا تھا۔ تو یہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کیون سکھائی نیز آنحضرت صلعم کی کامل پیروی کرنے سے نبی صدیق شہید صالحین بنانے کا یقین

وعدہ کئے تھے کیا یہ تمام باتین خدا نے محض فضول کہین؟ تعالیٰ خدا تعالیٰ سچا اور صادق الوعد ہے :۔

پیارے ناظرین! یہ تمام بدراہیان ہین اور خدا تعالیٰ پر بدظنیان ہین۔ خدا تعالیٰ کے وعدے بالکل سچے ہین اور اسکے سچے رسول حضرت محمد صلعم بالکل سچے ہین۔ آپ سے جسقدر خدا تعالیٰ نے وعدے کئے تھے۔ وہ سب سچ کر کے دکھلائے اور ایسے وقتوں مین آپکے ہاتھ کے لگائے ہوئے مبارک شجر اسلام کی مدد کی جبوقت کہ نہ صرف غیر ہی حملہ آور ہوئے تھے بلکہ وہ جو مسلمان کہلاتے تھے پیروی کے جن کو دعوے تھے وہ بھی آنحضرت صلعم کی پیروی سے فیض و فضل کے منکر ہو گئے تھے۔ چنانچہ ہمارے اس زمانے مین حضور انور کی صداقت نے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی کی شکل مین ظاہر ہو کر اس امر کو ثابت کر دیا کہ درحقیقت آپ شمس ہدایت تھے۔ آپ کی قوت قدسی کا دائرہ وسیع ہے اور کسی وقت آپ کا پیارا اور مبارک شجر اسلام بے پھل نہین ہے اسوقت جبکہ اپنوں اور بیگانون نے ملکر اسلام کے مبارک اصولوں کی توہین کی اسکو بے پھل ثابت کرنا چاہا تو خدا نے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ ایک ایسی جماعت تیار کر دی جنہون نے آنحضرت صلعم کی منشاء کے مطابق آپکے پیارے مذہب کو اسی طرح مبارک اور پر ثمر [illegible] جبکہ خدا نے حضرت میرزا صاحب کے وجود مبارک کے ذریعہ یہ امر روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زندہ ہے۔ اور تازہ بتازہ نشانون سے ہر زمانے مین اپنی زندگی کا ثبوت دے کر اپنے پیارے بانی کی صداقت کو اظہر من الشمس کرتا ہے چونکہ اس جماعت نے راستی سے پیار کیا اسلئے ان اسلام کے دعویدارون کے بالمقابل انکا امتیازی نام (جو اسلام کو زندہ مذہب یقین کرتے ہین اور حضرت اقدس میرزا صاحب کو اس زمانے مین اسلام کی لاج رکھنے والا اور اسلام کو پچھلے نشانون سے اور تازہ بتازہ نشانون سے سچا ثابت کرنیوالا یقین کرتے ہین) **احمدی مسلمان** رکھا ہے۔ احمدی اسلام کیا بات پیش کرتا ہے وہی جو اوپر مذکور ہو چکی۔ تا کہ اسلام کو مثل دوسرے مذاہب کے بے اثر و بے پھل بیان کرنیوالون اور عملی طور پر ماننے والون مین اور بابرکت با اثر اور زندہ جاوید یقین کرنیوالون مین جسکا موجودہ زمانے مین نمونہ حضرت میرزا صاحب کو مانتے ہین۔ امتیاز ہو۔ بس کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم ایسے جیتے جاگتے اور زندہ جاوید اسلام کو جو اسوقت احمدی اسلام اپنا امتیازی نام رکھتا ہے جو خدا کے افضل بندے حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے

ذریعہ یہودیت کے سبب گرد و غبار اور بیہودہ اور بوسیدہ عقاید کی ملونی سے پاک و صاف کیا گیا ہے چھوڑ سکتے ہیں ؟ ہرگز ہرگز نہیں بھلا ہم میں سے کون ایسا ہے کہ جو ایسا عقل کا اندھا ہو چلو جو کہ کھرے کے بدلے کھوٹا خریدے لعل کے بدلے پتھر اور زندہ اور تازہ سے بیزار ہو کر مردہ اور بوسیدہ کے پیرو بن جاویں ؟ پھر کیا دنیا میں کوئی ایسا مذہب ہے جو اس مذہب سے خوبی اور دلکشی میں بہتر اور بڑھ کر ہو کیا آریہ سماج ہمارے دل کو تسلی بخش ہو سکتی ہے یا عیسائیت ہمکو فائدہ پہنچ سکتا ہے یا ان موجودہ اسلام کے دعویداروں کے ہم آواز ہو کر ہم تسلی پا سکتے ہیں ؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ اگر ہمکو ان سے کچھ فائدہ ملتا۔ تو ہم ان لوگوں سے الگ ہی کاہیکو ہوتے کیوں خدا کے مسیح صادق کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے سبحان اللہ اسنے اسلام کو ایسا منور اور دلربا دکھلایا کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا اور اسکے حسن کو دیکھکر لٹو ہو گئے بیخود ہو گئے پس ہم تو اس اسلام پر فنا ہو گئے اور مٹ گئے۔ اسلئے نہ چھوڑیں گے نہ چھوڑیں گے اسلام کو ان شاء اللہ تعالیٰ،

پیارے احمدی بھائیو! تمہارا صادق امام علیہ السلام تمکو ورثہ اور ترکہ میں کیا دیگیا ؟ جیتا جاگتا اور تازہ بتازہ اسلام۔ وہی اسلام! جو حضرت محمد صلعم دنیا میں لائے تھے۔ پس چاہئیے کہ تم اس نعمت کی قدر کرو اور اس سچے اسلام سے چمٹے رہو اور کبھی بھول کر ایسی ویسی کی طرف نظر نہ کرنا کیونکہ اسکا احسان تمپر کچھ تھوڑا سا نہیں ہے جو تم اس کو ترک کرکے آسے و غیرے نتھو خیرے کی طرف جھک پڑو۔

اس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے

خاکسار

محمد حسین از لاہور چھاؤنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

النجم اور اُسکا سقوط

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے پاس کسی نے اخبار النجم لکھنو کا ایک ورق بھیجا۔ جسکے کئی کالموں میں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں ایک ایڈیٹوریل مضمون درج ہے حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہ ورق مجھکو دیا کہ اس میں اگر کوئی جواب طلب بات ہو۔ تو جواب لکھوں میں نے اس ورق کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اسکے دونوں مضمون پر تاریخ ۲۱۔ ربیع الثانی لکھی ہوئی ہے انگریزی ماہ و تاریخ اس اخبار میں نہیں لکھی جاتی۔ تعجب ہے کہ ۲۴۔ ربیع الآخر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی ہے ۲۱۔ ربیع الآخر کے النجم میں یہ مضمون کیسے لکھا جا سکا۔ پھر میں نے کوشش کر کے ۲۱۔ ربیع الآخر کا پورا اخبار ایک کرمفرما دوست سے منگایا۔ دیکھا تو اخبار کے ٹائٹل پیج پر اور اول سے آخر تک ہر ایک صفحہ پر ۲۱۔ ربیع الآخر ہی درج ہے۔ ایڈیٹر النجم کے حواس کا اندازہ کرنیکے لئے یہی بات کافی ہے مضمون کو پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ اخبار وکیل کے اس مضمون کا اکثر حصہ جو ۲۹۔ ربیع الآخر کے وکیل میں ایڈیٹر صاحب وکیل نے لکھا ہے اور جسکا پورا پورا جواب ۱۴۔ جون کے اخبار الحکم میں شایع ہو چکا ہے النجم کے ایڈیٹر نے نقل کر دیا ہے میرے نزدیک ایک ایڈیٹر کے لئے یہ بڑی قابل شرم بات ہے کہ وہ کسی اپنے ہمعصر کے شایع شدہ مضمون کو کچھ معمولی سی الفاظ کے تغیر کیساتھ نقل کر کے اسکو اپنے دماغ کا نتیجہ ظاہر کرے۔ اس مضمون کے اکثر حصہ کا حرف بحرف جواب وہی ہے جو الحکم میں "اخبار وکیل کا قرضہ" کی سرخی سے شایع کرا چکا ہوں۔

ایڈیٹر النجم لکھتا ہے کہ "یہ بات قابل غور ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوں کی تائید میں کیا دلائل پیش کئے۔ نہایت افسوس کیساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے نہ کسی سے مناظرہ کیا نہ کوئی معجزہ کسی کو دکھایا۔ انکا دار و مدار پیشگوئیوں پر تھا انہیں پیشگوئیوں کو وہ اپنی نبوت و رسالت کی دلیل سمجھتے تھے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ صرف پیشگوئی کا کسی سے صادر ہونا اسکی نبوت کی دلیل ہو سکتا ہے بلکہ پیشگوئی کا پورا اترنا البتہ ایک بات ہے مگر مرزا صاحب کی کوئی پیشین گوئی کبھی پوری نہیں ہوئی۔ جو پیشینگوئی انہوں نے کی وہ غلط ہو گئی"۔ ایک مسلمان ایڈیٹر اخبار کی مذہب سے اسقدر ناواقفیت سخت حیرت میں ڈالنے والی اور نہایت ہی موجب حسرت و ملال ہے۔ ایڈیٹر النجم پیشگوئی کو دلیل نبوت نہیں سمجھتا اور ایک بے حقیقت چیز جانتا ہے لیکن اسکو یہ معلوم نہیں۔ کہ نبیوں اور رسولوں کی نبوتیں اور رسالتیں ثابت کرنے کے لئے سب سے زبردست دلیل پیشگوئیاں ہی ہیں ایڈیٹر النجم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سے انبیاء سابقین نے پیشگوئیاں فرمائی تھیں اور ان پیشگوئیوں ہی سے بہت مسلمان ہوئے اب بھی جن لوگوں کے دلوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور انکی پیشگوئیوں کی عظمت ہے انہوں نے مسیح موعود کو جو اپنے وقت پر آیا قبول کر لیا۔ جو لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشگوئی کو ایک معمولی سی بات سمجھتے ہیں انکو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔ ایڈیٹر النجم کے دل میں اگر قرآن کریم کی عظمت ہوتی۔ اور اسنے کبھی قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں تدبر کیا ہوتا۔ تو کبھی وہ پیشگوئی کو ایک معمولی بات نہ سمجھتا خدا اور اسکے رسول کے کلام میں بمقابلہ دوسروں کے کلام کے اگر زبردست اور شاندار بہ الامتیاز ہے تو وہ پیشگوئیاں ہی ہیں۔ پیشگوئیاں اسلام اور کسی نبی کی صداقت کے لئے کیسی ضروری ہیں۔ اسکے واسطے ایک علیحدہ مستقل رسالہ کی ضرورت ہے یہ مختصر آرٹیکل اور اخبار کے محدود کالم اسکی تفصیل کے متحمل نہیں ہو سکتے سردست پیشگوئی کی عظمت ذہن نشین کرنیکے لئے ایڈیٹر النجم کو سورہ جن کی یہ آیت تلاوت کرنی چاہئیے۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا ہ الا من ارتضیٰ من رسول۔ یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی ابھی پوری نہیں ہوئی۔ بیشرمی کی بات ہے اگر ایڈیٹر النجم نے تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی وغیرہ حضرت مرزا صاحب کی بے نظیر تصنیفات نہیں دیکھی ہیں تو اسکو چاہئیے کہ اول کم سے کم ہر دو مذکورہ بالا کتابوں کو مطالعہ کرے اور اسکے بعد اپنی رائے کا اظہار کرے۔ ایڈیٹر النجم کی تنگ نظری اسی سے ثابت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے نہ کسی سے مناظرہ کیا نہ کوئی معجزہ دکھایا میں علی الوجہ البصیرت کہتا ہوں کہ ایڈیٹر النجم نے حضرت مرزا صاحب کی تصانیف اور انکے کارناموں کو ہرگز نہیں دیکھا اور ویسے ہی خواہ مخواہ دوسرے جاہلوں کی آواز میں سُر ملانے کے لئے ایک بھینسی راگ الاپ دیا ہے ورنہ ممکن نہیں کہ گذشتہ پچاس سالوں کی مذہبی جنگ و جدال کو جس شخص نے ذرہ بھی مطالعہ کیا ہے وہ یہ کہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کسی سے کوئی مناظرہ نہیں کیا۔ اگر ایڈیٹر النجم کا یہ تجاہل عارفانہ ہے اور دیدہ دانستہ اسنے چاند پر خاک ڈالنی چاہی ہے تو ایسے ہی اشخاص کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے قد کانت آیتی تتلیٰ علیکم فکنتم علیٰ اعقابکم تنکصون ہ مستکبرین بہ سامرا تہجرون ہ افلم یدبروا القول ام جاءھم ما لم یات اباءھم الاولین ام لم یعرفوا رسولھم فھم لہ منکرون ام یقولون بہ جنۃ بل جاءھم بالحق واکثرھم للحق کارھون ۔ ایڈیٹر النجم کا یہ کہنا بھی کہ مرزا صاحب نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ تعجب انگیز ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے معجزے دیکھنے کا شوق ہے تو اسکو چاہئیے کہ وہ کم سے کم وہی دو کتابیں پڑھے جنکا میں اوپر اشارہ کر آیا ہوں۔ ایڈیٹر النجم نے نکاح والی پیشگوئی پر جو اعتراض کیا ہے وہ بھی اسکی

قلت تدبر کا نتیجہ ہے وہ لکھتا ہے کہ "اس پیشگوئی کا غلط ہونا اظہر من الشمس ہو گیا" میں کہتا ہوں - اگر وہ اظہر من الشمس کی بجائے اظہر من النجم لکھدیتا تو کچھ کچھ بات بھی بن جاتی - کیونکہ انجم کے جس نمبر میں ۲۴- ربیع الآخر کی خبر درج کرتا ہے اسکا نام ۲۱- ربیع الآخر کا انجم رکھا ہے - تلك اذاً قسمة ضیزی (سورہ النجم)

ایڈیٹر انجم چونکہ سرے ہی سے پیشگوئی کو ایک معمولی بات سمجھتا ہے لہذا اسکو پیشگوئیوں کے متعلق اگر کوئی سمجھ اور واقفیت نہ ہو - تو تعجب نہیں اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اسنے نکاح والی پیشگوئی پر اعتراض کیا ہے اس پیشگوئی کے متعلق اول تو حضرت مرزا صاحب خود ہی حقیقت الوحی میں بصراحت لکھ گئے ہیں اب کسی کو اسکے متعلق زیادہ لکھنے اور کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہی پھر یہ کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں کبھی کسی خاص شخص سے اسکا مانند اور کبھی اسکی اولاد میں سے کوئی شخص کبھی وہ شخص اور اسکے امثال دونوں مراد ہوتے ہیں اسکے متعلق ہمارے مقتدا و پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح رض اپنے ایک رسالہ میں مفصل لکھ چکے ہیں - یہاں مجھکو اعادہ کی ضرورت نہیں اسجگہ کنز العمال سے چند احادیث ایڈیٹر انجم کے غور کرنیکے لئے لکھدیتا ہوں جس سے حضرت مسیح موعود ع کی وہ ایک دو پیشگوئیاں بخوبی سمجھ میں آجائینگی جو بعض بلید الطبع عوام کی سمجھ میں نہیں آئیں - ایڈیٹر انجم بتائے کہ ذیل کی حدیث کے تمام وعدے خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پورے کئے گئے تھے یا انکے جانشینوں کے ہاتھ پر پورے ہوئے تھے :- (۱) ان اللہ تعالیٰ وعدنی فارس ثم الروم ونساءھم وابناءھم ولامتھم وکنوزھم وامدنی بحمیر اعوانا رواہ نعیم - (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۳)

(۲) ان اللہ تبارك تعالیٰ اعطانی فارس ونساءھم وسلاحھم واموالھم اعطانی الروم ونساءھم وابناءھم وسلاحھم واموالھم وامدنی بحمیر رواہ ابن مندہ وابو نعیم (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۳)

(۳) رایت کا نما فی یدی سوارین من ذھب فکرھتھما فنفختھما فذھب کسریٰ وقیصر (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۴)

(۴) اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الشام - واللہ انی لابصر قصورھا الحمر من مکانی ھذا - اللہ اکبر اعطیت مفاتیح فارس - واللہ انی لانظر المدائن وانظر قصرھا الابیض من مکانی ھذا - اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الیمن واللہ انی لانظر الی ابواب صنعاء من مکانی ھذا (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۴)

ایڈیٹر انجم نے کسقدر بیحیائی کو کام فرمایا ہے وہ لکھتا ہے کہ "عبد اللہ آتھم کے متعلق جسقدر پیشگوئیاں مرزا صاحب نے کیں وہ سب غلط ٹھہریں" میں کہتا ہوں کہ کیا اسنے عبد اللہ آتھم اور حضرت مرزا صاحب کے تمام واقعات کو بغور پڑھکر ایسا لکھا ہے یا کسی بھنگڑ خانہ میں سُنکر انجم میں درج فرما دیا ہے؟ کیا ایڈیٹر انجم نے حضرت مرزا صاحب کے وہ ایکہزار روپیہ دوہزار روپیہ تین ہزار روپیہ وغیرہ کے انعامی اشتہارات پڑھے ہیں کہ کس کس طرح عبد اللہ آتھم کو قسم کہانے پر مجبور کیا گیا - مگر وہ قسم نکہا سکا یا انجام آتھم وغیرہ رسالہ لاحظہ کئے ہیں ؟ یا کبھی حضرت یونس علیہ السلام کے حالات میں غور و فکر کی ہے ؟ اگر ان کتابوں کو مطالعہ کئے بدون اور کچھ سوچے سمجھے بغیر ہی یہ مجذوبانہ بڑ ہانکدی ہے تو ایڈیٹر انجم خود ہی اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سوچ لے - کہ اس نے کہاں تک اپنے فرائض کو انجام دیا ہے :-

اخیر میں ایڈیٹر انجم نے کچھ عجیب طرح سے لکھا ہے کہ یہ کرنا چاہئے - یوں ہونا چاہئے - یہ ہوگا وہ ہوگا - اسلام کے چہرۂ زیبا میں تغیر پیدا کیا جائیگا - وغیرہ اس قسم کی لغو لایعنی باتوں کی طرف التفات کی مطلق ضرورت نہیں - ایڈیٹر انجم سورہ النجم کی اس آیت کا پورا پورا مصداق ہے وما لھم بہ من علم ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا - اپنے مضمون کے بعد ایڈیٹر انجم نے ثناء اللہ امرتسری کے بھیجے ہوئے کسی مضمون کا کوئی حصہ لکھا ہے اسکی طرف ملتفت ہونے کی مجھکو اسلئے مطلق ضرورت نہیں کہ میرے مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم نے ۱۴- جون کے الحکم میں ثناء اللہ کی کافی مزاج پرسی کردی ہے اور آیندہ بھی وہ اسکی مناسب تواضع کرنے کو طیار ہیں : والسلام

راقم
اکبر شاہ خان نجیب آبادی - ۱۶- جون سنہ ۱۹۰۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم -

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

برادران - السلام علیکم - حضرت مسیح موعود کا آخری پیغام پنجاب یونیورسٹی ہال میں بصدارت جناب جسٹس پرتول چندر چیٹرجی صاحب جج چیف کورٹ پنجاب ہندو قوم کے مختلف فرقوں نے نہایت عزت و احترام کیساتھ سُنا اس جلسہ کے حالات لکھنا میرا مقصد اس جگہ نہیں میری غرض یہاں اس پاک منشاء کے پورا کرنے کے متعلق بعض تجاویز پیش کرنا اور اسپر کوئی عملی کارروائی کرنی ہے جس نے حضور والا کو اس پیغام کے لکھنے پر تحریک دی - اس مبارک پیغام کے متعلق جہاں تک میں اندازہ کرسکا ہوں - ہندو قوم کے مختلف خیالات ہیں - اکثر تو ان میں سے ابھی غور کر رہے ہیں - کہ اس پیغام کا کیا جواب دیا جاوے - لیکن علی العموم غیر مذہب اس پیغام کے بعد اس پاک ظلمتی اور وسعت خیالی کو تسلیم کر گئے ہیں - جو مقدس راقم پیغام کی ایک لازمی سیرت تھی - اس پیغام سے آریہ سماج نے کسی قدر اختلاف کیا ہے درحقیقت وہ لوگ سوائے وید کے کسی اور کتاب کو الہامی کتاب ہونے کی عزت اگر دیں تو گویا وہ سماج کی عمارت کے ایک بھاری بنیاد کو خود ہلا دیں گے - اسلئے ان سے فی الفور اتفاق کی امید رکھنا کسی قدر مشکل ہے البتہ ابھی اکثر اس حد تک تو طیار ہیں - کہ وہ ہمارے نبی کریم ص کو عزت کی نگاہ سے آیندہ دیکھیں اور انہیں بدکلامی سے یاد نہ کریں اور انہیں ایک اولوالعزم انسان مانیں اور مفتری نہ کہیں ہاں جناب رسالتمآب کی نبوت کا قائل ہونا سردست مشکل ہے سناتن دھرمی فرقہ میں ایک حصہ تو اسوقت بھی جناب خاتم الانبیا کو خدا کا فرستادہ ماننے کے لئے بموجب شرائط پیغام صلح طیار ہو رہا ہے اگرچہ انکی تعداد تھوڑی ہے - باقی حصہ اس فرقہ کا بھی ابھی کسی خاص نتیجہ پر نہیں آیا البتہ یہ ایک عام خواہش ہے - کہ کوئی راستہ باہمی صلح و صفائی کا نکل آوے بہرحال میں اسبات سے بہت خوش ہوں کہ اسوقت تک یہ مبارک پیغام علی العموم ملک کے لئے مبارک ہی سمجھا گیا ہے اور عام خواہش ہے - کہ کسی ایک سمجھوتے پر فریقین آکر آئے دن کے تنازعات کو دور کردیں یہ ایک نہایت خوشی کا مقام ہے کہ جناب رسول اکرم صلواۃ اللہ علیہ کو پیغام صلح کے بعد اولوالعزم انسان اور ایک صادق انسان ماننے کی خواہش عام طور پر ظاہر ہو رہی ہے ہمیں اسوقت نتیجہ کے لئے کوئی گھبراہٹ دکھلانی چاہئے - اور نہ کسی عجلت کی ضرورت ہے - ابھی تو ہمارا پیغام ملک ہند کے ہزارویں حصہ تک بھی نہیں پہنچا سب سے پہلا ہمارا تو یہ فرض ہے - کہ ہم اس پیغام کو ملک کے ہر ایک گوشہ تک پہنچا دیں ہندو قوم کا کوئی طبقہ نہ رہے جسکے معتدبہ آدمی اس لیکچر کو نہ دیکھ لیں -

اسکا انگریزی ترجمہ تو عنقریب ملک مین ریویو کے ذریعہ شایع ہو ہی جاویگا لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ اس پیغام کی اردو - انگریزی بنگلہ - سندہی - ناگری کاپیان ہزار دو ہزار پھیلائی جاوین اور پھر آپ دیکھین کہ اسکا کیا نتیجہ ہوگا جو کچھ لاہور جیسے شہر مین جو آریہ سماج کا مرکز ہی - اور یہ یاد رکھین کہ اس پیغام صلح کے شرایط کے مخالف اگر کوئی ہو سکتے ہین - تو سماجک لوگ ہی ہونگے - تاہم مین جسقدر کامیابی اس لیکچر کی لاہور جیسے شہر مین باوجود سماجک مخالفت کے دیکھتا ہون - مجھے بہت کچھ خدا تعالی کی ذات پاک سے امید ہی کہ اس پیغام کے ذریعہ اس ملک کا غیر اسلامی حصہ بہت جلد جناب رسالتمآب کے آستانہ پر سر نیاز رکھنے والا ہے - اسلئے مینے سر دست ارادہ کیا ہے - کہ اس پیغام کی ۵ ہزار اور کاپیان چھاپ کر مفت ہندو قوم مین تقسیم کی جاوین - لاہور کی جماعت نے دو ہزار کاپیان پہلے چھپوائی ہین - اور اسمین سے صرف چند کاپیان باقی رہ گئی ہین اس دو ہزار مین سے نصف کے قریب مفت تقسیم کی گئی ہین - اب آیندہ کے لئے مینے اپنے بیس پچیس دوستون کو لکھا ہے - کہ وہ کم و بیش ایک ایک صد کے قریب کاپیون کا خرچ بھیجین - چنانچہ بعض نے مجھے سر دست مطالبہ کر لیا ہے اور وہ میری خاطر بھیج بھی دینگے لیکن میرے دل مین آج یہہ خیال پیدا ہوا ہے - کہ مین اس نیک کام مین اور دوستون کو بھی شامل کرون - میری رائے مین یہ ہی کہ ہمارے دوست عام طور پر کم از کم ایک روپیہ کی کاپیان خرید کر کے اپنے اپنے شہر مین ہندو احباب کی خدمت مین پہنچا دین یہ ایک کار خیر ہے اور ہمارے دوست بہت آسانی سے اسپر عمل کرینگے

میرا ارادہ ہے کہ اب کے اس پیغام کے شروع مین چند ورقی مصلح اور اس کے نبی جناب مسیح موعود علیہ السلام کے حالات کے متعلق بھی لگا دون - اس لیکچر کی قیمت دراصل کوئی نہ ہوگی صرف جسقدر لاگت اسکی اصلی ہوگی - اس حساب سے جسقدر کاپیان ایک یا دو پیسہ مین ان احباب کو برائے تقسیم بھیجدی جاوینگی جو میری اس تجویز پر عمل کرنا پسند فرماوینگے

ابھی میرا ارادہ ہے کہ جب یہ لیکچر طبع ہو تو پیغام صلح والا حصہ ایکہزار الگ طبع کرا لیا جاوے - اور اسی بھی مفت تقسیم کیا جاوے - لہذا ان احباب کے علاوہ جن کو مینے الگ الگ خطوط لکھے ہین مین اس چٹھی کے ذریعہ دیگر خادمان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت مین عرض کرتا ہون - کہ وہ ضرور اپنے پاکٹ خرچ مین سے کم از کم ایک روپیہ کو الگ کر کے یا تو مجھے ابھی بھیجدین - یا مجھے اس تحریر سے پندرہ دن کے اندر اندر اطلاع دین کہ پیغام صلح کے طبع ہونے پر ایک یا زیادہ روپیہ کی کاپیان وی - پی کر کے مین انکی خدمت مین بھیجدون میرا خیال ہی کہ پانچ چھہ پیسہ کے قریب ایک کاپی پر خرچ ہوگا - اور اسکا حجم شاید اسی صفحہ کا ہو جاوے اگر میرے دوست اس تجویز پر کثرت سے پابند ہون تو ہمکو انگریزی کی مفت اشاعت کرنے مین بہت آسانی ہوگی - تا یہان سے واپس جا کر مین پرسون اسکی کاپی لکھوانی شروع کر دونگا اور دس دن تک انتظار کر کے اسکو چھپوا دونگا - ان دس دنون مین کل کاپیان انشاء اللہ العزیز مکمل ہو جاوینگی - میرا ارادہ ہی کہ مین پانچہزار کاپیان چھپوا دون لیکن اگر ان دس دنون کے اندر ہمارے احباب نے اس نیک کام مین میری مدد دی اور مجھے اطلاع کثرت سے دی تو ممکن ہی کہ اسکو دس ہزار تک مین چھپوا لون -

میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ اس طریق کی اشاعت کے علاوہ ہندوستان کے مختلف شہرون مین جلسہ کر کے اس پیغام کو سنایا جاوے :-

میرے دوستو! جہانتک مین ملک کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہون - یا جہانتک مینے اسوقت تک لاہور کا اندازہ کیا ہے آپ یقین رکھین کہ ملک اس پیغام کو قبول کرنے کے لئے طیار ہو چکا ہے - اگر مخالفت کسی جگہ ہے - تو وہ سماجک کیمپ مین ہے - اور وہ کیمپ اول تو بہت ہی محدود ہے - اور پھر اسکا اثر پنجاب سے باہر بہت کم ہے -

امید ہے - کہ بہت جلد میرے احباب اس میری تجویز کا جواب بواپسی مجھے دینگے جن جن احباب سے مین نے اپنے ذاتی تعلقات کیوجہ سے مطالبہ پیش ازین کر لیا ہے انکے دیگر ہموطن خدام سلسلہ عالیہ احمدیہ یہ نہ سمجھ لین - کہ وہ اب اس تحریر کے مخاطب نہین ہوئے - اس تحریر کا دراصل مخاطب ہر ایک ایسا احمدی بھائی ہے - کہ جو علاوہ ضروریات خانگی ایک روپیہ ماہوار کم از کم ہر ماہ مین آسانی کے ساتھ اپنے دیگر زاید ضروریات مثلاً میوہ جات یا آرایش سامان یا دیگر غیر ضروری باتون مین خرچ کیا کرتا ہے - مین یہ امر بھی ہرگز پسند نہین کیا کرتا کہ اس کام کیلئے ہمارے دوست چندہ جمع کرین مین اسکے ذریعہ کوئی قومی چندہ جمع کرنا پسند نہین کرتا - مین تو صرف یہ چاہتا ہون کہ جو میرے احباب ایک ماہ مین کم و بیش مثلاً آجکل ایکروپیہ کے آم یا انگور ایک ماہ مین بلا تکلیف کھا لیا کرتے ہین - وہ انگورون یا آمون کے کھانیکی بجائے ایکروپیہ مجھے بھیجدین - جواب مجھے لاہور مین دیا جاوے - والسلام

خواجہ کمال الدین - عزیز منزل سٹرک کیلیانوالی متصل بریلوے سٹیشن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ تشحیذ الاذہان

میری سنئے جو تم مین کوئی اہل دل سے ہے
واللہ یہ اپیل میری درد دل سے ہے

ناظرین! مجھے اسبات کے بیان کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہین ہوتی کہ تشحیذ الاذہان کیا ہے - کیونکہ مین بار بار الحکم و بدر کے ذریعہ آپ صاحبان کے کانون تک یہ بات پہنچا چکا ہون - کہ یہ رسالہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی اجازت اور آپکی عین منشاء کے مطابق جاری کیا گیا ہی حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اسکے مربی ہین اور صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلف الصدق معلی القاب عالیجناب حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام اسکے اڈیٹر ہین -

یہ رسالہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتا ہے اور مخالفین اسلام کے اعتراضون کا عموماً اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معاندین کے اعتراضات کا خصوصاً جواب دینا اسکا پہلا فرض ہی - حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی مین آپکی وہ ڈائری اسمین درج ہوا کرتی ہی جو کوئی اور اخبار مہیا نہ کر سکتا تھا اور اب آپکی وفات کے بعد انشاء اللہ تعالی حضور علیہ السلام کی نوٹ بک مین سے کچھ حصہ ناظرین کے سامنے پیش کیا جایا کریگا یہ رسالہ چالیس صفحون پر ماہوار شایع ہوتا ہی - اسکی سالانہ قیمت بطور پیشگی عوام سے عہ اور طلباء سے ۱؎ لیجاتی ہی -

الغرض مینے اسلئے قلم نہین اٹھایا کہ مین رسالہ کی خوبیان بیان کرون بلکہ اس سے میری یہ غرض ہی کہ مین ناظرین کی خدمت مین عرض کرون - کہ اس رسالہ کی طرف توجہ کی بابدی غالباً تمام ناظرین کو اسبات کا علم ہوگا - کہ اس رسالہ کو شایع ہوتے تین سال گذری ہین مگر یہ بات کیسی افسوسناک ہی کہ ایک ایسی قوم کا رسالہ جو دینی خدمات کے لئے اپنے مال و جان کو الوداع کہہ چکی ہو اور جکا ثانی آج دنیا مین کوئی نہو تین سال مین صرف سوا تین سو خریدار مہیا کر سکے اور وہ رسالہ ہمارے آقا و مولیٰ کی اجازت اور آپکے عین منشاء کے مطابق جاری ہوا ہو - اور انکی جانشین جو ہمارے آقا ہین - اسکے مربی ہون کیا یہ بات ناظرین کے لئے افسوسناک نہین ہی کیا آپ صاحبان میری اس عاجزانہ درخواست کیطرف توجہ بھی نہ کرینگے ؟

رسالہ کے فنڈز مجھے اسی بات پر مجبور کرتے ہین - کہ مین بار بار جناب کو اسطرف توجہ دلاؤن کیونکہ آپ صاحبان سمجھ سکتے ہین - کہ ایک رسالہ جسکو صرف سوا تین سو خریدار ہون اور آمدنی کی کوئی مستقل صورت نہ ہو وہ کسطرح ایک لمبے عرصے کے لئے جاری رہ سکتا ہے - مجھے ڈر ہی کہ کہین یہ رسالہ آپ لوگونکی بے توجہی سے بند نہ ہو جائے - اسلئے بار بار آپ لوگونکو اسطرف متوجہ کر کے اپنا فرض ادا کرتا ہون :-

وفات المسیح پر نوٹ

از مولوی کرمداد صاحب احمدی

افسوس ناک خبر آئی

یہ فروری ۱۹۰۶ء کا الہام ہے جسکی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الف الف صلواۃ والسلام نے فرمایا۔ اس الہام پر ذہن کا انتقال بعض لاہور کے دوستوں کی طرف ہوا (دیکھو ریویو بابت مارچ ۱۹۰۶ء) پیشگوئی کے اصل معنے اسکے وقوع کے بعد کھلتے ہیں آخر یہ افسوسناک خبر لاہور سے آئی جسکو تمام اخبارون نے درج کرکے حضرت اقدس کی صداقت کو ظاہر کیا۔ مگر افسوس کہ سمجھنے والے تھوڑے ہیں۔ **ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں** - یہ الہام دو دفعہ ہوا فرمایا معلوم نہین کہ یہ کن لوگون کی طرف اشارہ ہے" (دیکھو ریویو بابت مارچ ۱۹۰۶ء) دیکھو آپ کی لاش لاہور سے قادیان لائی گئی جس سے اللہ تعالےٰ کے رسول کی بات پوری ہوئی۔ اے منکرو! غور کرو۔ آخر مرنا ہے والضحیٰ والیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ و للاخرۃ خیر لک من الاولیٰ ترجمہ ہم قسم کہاتے ہین وقت چاشت کی اور رات کی جب ڈھانپ لیوے کل چیزون کو کہ تیرے پروردگار نے تجھے چھوڑ نہین دیا۔ اور نہ تجھ سے ناخوش ہوا ہے۔ اور البتہ آخرت کا گھر تیرے لئے اس دنیا کی نسبت بہت بہتر ہے۔ (دیکھو ریویو اپریل ۱۹۰۶ء) اس الہام مین اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کا وقت بھی بتا دیا۔ چنانچہ چاشت کیوقت لاہور مین آپنے دار الآخرۃ کو اس دنیا سے سفر کیا۔ اور رات کیوقت قادیان مین پہنچائے گئے۔ اور دشمنون کے اس اعتراض کے جواب مین کہ بس اب یہ سلسلہ موقوف ہو جائیگا۔ بشارت دی کہ بعد تیرے ساتھ ہون سلسلہ الہام بند نہین ہوگا۔ سوچنے کا مقام ہے کہ سوائے علام الغیوب خدا کے کوئی انسان قبل از وقت اس طرح خبر دے سکتا ہے **ماتم کدہ** - فرمایا اسکے متعلق کوئی تفہیم نہین ہے۔ پھر غنودگی مین دیکھا کہ ایک جنازہ آتا ہے (دیکھو الحکم ۱۰ - مارچ ۱۹۰۶ء) پھر یہی الہام ۱۹۰۷ء مین ہوا حضرت اقدس کا قادیان مین جنازہ آنا پہلے سے بتایا گیا۔

اپنے احمدی بھائیون کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ مخالفون کے شور و غوغا سے گھبرائین نہین بلکہ اپنے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات پھر غور کیا کرین اس سے ایمان قوی ہوتا ہے - ۱۳ - مارچ ۱۹۰۶ء کا الہام اعتراض کیوقت خصوصاً زیر نظر ہو - اور وہ یہ ہے " ایک امتحان ہے بعض اس مین پکڑے جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے" وہ امتحان بھی آپ کی وفات کا امتحان ہے۔ اور ہمیشہ نبیون کی وفات کے بعد یہ امتحان ہوا کرتا ہے۔ سو خبردار ایسا نہ ہو۔ کہ باوجود اتنی تاکید کے پھر دہو کہا کہا جاؤ۔ یہ جو ہمارے ساتھ ٹھٹھا مخول ہو رہا ہے۔ اس سے آزردہ دل مت ہو اور نہ ان دو تین اعتراضون سے جنکو مخالف ایک تیز ہتھیار سمجھکر ہم پر وار کر رہے ہین۔ بھاگنے کا ارادہ کرو ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولہا بین الناس الخ زخمی ہوکر بھی قدم آگے بڑھاؤ تا کہ اجر عظیم حاصل کرو الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابہم القرح الخ اجر عظیم آپ لوگون نے یکم جنوری ۱۹۰۶ء کا الہام پڑھا ہوگا " وھم من بعد غلبہم سیغلبون " پس یہ لوگ اپنے چند یوم غلبہ کے بعد مغلوب کئے جاوینگے - حضرت اقدس کی پیشگوئیوں کی صداقت سمندر کی طرح موجزن ہے مرتد ڈاکٹر کی گندی چھچھڑی ان کے آگے کیا حقیقت رکھتی ہے حضور کو جو اس مرتد کے مقابلہ مین الہام ہوا۔ میرے نزدیک اسکا یہ مطلب ہے۔ کہ اے عبد الحکیم تونے یہ سمجھ رکہا ہے۔ کہ مین حضرت مرزا صاحب کی زندگی مین ہلاک ہوا۔ اسلئے میرے لئے کوئی عذاب نہین سو یاد رکھ کہ تیرے اسوقت کے آگے (جسمین تو خوشیان منا رہا ہے) فرشتے تلوار کھینچے کھڑے ہین - جو مسیلمہ کذاب کی طرح تیرا کام تمام کردینگی۔ چونکہ یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اسلئے بروئے الہام ہی تو اس صادق کے سامنے گویا ہلاک ہو چکا پر تو نے اس ہلاکت کو جو آسمان مین تیرے لئے واقعہ ہو چکی نہ دیکھا اور نہ اس بات کو جانا کہ جس کے ساتھ مین مقابلہ کر رہا ہون - یہ تو اس صدی کا مجدد ہے نہ دجال پس اسوقت ہر احمدی کی یہی دعا ہے کہ اے میرے رب تیرے فرستادہ اور صادق بندے کی موت سے مکذب مرتد نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بس اب یہ سلسلہ جسکو تو نے قایم کیا اسکے ہاتھ سے نابود ہو جائیگا۔ یہ سب کچھ تو دیکھ رہا ہے اور ہمیشہ سے تیری یہ سنت ہے کہ تو اپنے مقبول بندون کو جو سلامتی کے شاہزادے ہین ضایع نہین کرتا اور وہ بزور رنگ مین دنیا مین دورے کرتے رہتے ہین پس یا رب اپنے وعدے کے موافق ہماری مدد فرما اور دشمن حق کو ناکامی مین ہلاک کر اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کو روز افزون ترقی بخش تا کہ تمام دنیا صادق کے صدق اور کاذب کے کذب پر گواہ ہو - الغرض جبتک مسیح موعود کی پاک جماعت اور سچی تعلیم دنیا مین موجود ہے وہ زندہ ہین اور اللہ تعالیٰ کے بعض وعدے انکی نسل مین پورے ہونگے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بعثت انا والقیامۃ ہکذا (بخاری) حالانکہ تیرہ سو سال گذر چکے ابتک قیامت نہین آئی - تو کیا اس سے یہ سمجھ لینگے کہ نعوذ باللہ آپ کی پیشگوئی غلط نکلی۔ نہین جب قیامت آئیگی آپ کی ہی زندگی مین آئیگی۔ جسکا مین ذکر کیا پیشگوئیان طرح طرح کے رنگ مین پوری ہوتی ہین - اور بعض وقت انکی اصلی حقیقت خود ملہم پر بھی نہین کھل جاتی ایک دجال ہی کی پیشگوئی کو دیکھو ایک طرف تو اسکی نشانیان ایسی واضح کرکے بتائی گئین کہ کانا ہوگا ماتھے پر کافر لکہا ہوا ہر ایک کو نظر آئیگا۔ گدھے پر سوار ہوگا اسکے ساتھ پانی اور آگ ہوگی وغیرہ وغیرہ اور دوسری طرف جابر بن عبد اللہ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کہا کر فرماتے ہین - ان ابن الصیاد الدجال اور آپ منع نہین کرتے کہ یہ وہ دجال نہین فلم ینکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (دیکھو بخاری) اس قسم کے اور نظائر بھی حدیثون مین موجود ہین پھر اگر حضرت مرزا صاحب نے اس الہام سے جو انکو ڈاکٹر کے بارے مین ہوا یہ سمجھ لیا کہ وہ میرے سامنے میری اس زندگی مین ہلاک ہو جائیگا۔ اور وہ ہلاک نہ ہوا تو اس سے یہ لازم نہین ہوا۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب جھوٹے تھے۔ اسطرح تو کسی نبی کی نبوت بھی ثابت نہین ہو سکتی اور نہ پیشگوئی کا اپنے ظاہر الفاظ پر پورا ہونا معیار صداقت ہے۔ بخاری کتاب الادب مین انس سے روایت ہے۔ ان رجلاً من اهل البادیۃ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال یا رسول اللہ متی الساعۃ قائمۃ قال ویلک وما اعددت لہا قال ما اعددت لہا الا انی احب اللہ و رسولہ قال انک مع من احببت فقالوا ونحن کذالک قال نعم ففرحنا یومئذٍ فرحاً شدیداً فمر غلام للمغیرۃ وقال من اقرانی فقال ان اخر ہذا فلم یدرکہ الہرم حتی تقوم الساعۃ یعنے ایک اعرابی نے پوچھا یا رسول اللہ قیامت کب آئیگی۔ تو آپنے مغیرہ کے غلام کو دیکھکر فرمایا کہ اسکے بوڑہا ہونے سے پہلے قیامت آ جائیگی۔ اب ظاہر حدیث پر نعوذ باللہ بجز ارتداد کے کچھ حاصل نہین ایسے اعتقاد کے لوگ اگر اسوقت ہوتے تو مسیح موعود کے انکار کی طرح ضرور اسکے بھی انکار کرتے۔ قرآن شریف مین پڑہتے ہین۔ واذ قلتم یا موسیٰ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی مدت پہلے فوت ہو چکے ایسا ہی شیخ الاسلام شرح بخاری مین حدیث ان من ضئضئی ہذا کے نیچے لکہا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو الخویصرہ تمیمی کی نسبت جو پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسکی اصل سے ایک قوم پیدا ہوگی۔ یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرہم مراد اصل این مرد و نسب و مذہب است نہ متولد از وے زیرا چہ خوارج۔